ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۴، ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲/ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — محمد سعید الرحمٰن علوی

جاہلیت کے کام کرنے والے ہم سے نہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعٰی بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۵۰)

قمری سال جسے دورِ فاروقی میں حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مشورہ سے ہجری سال سے موسوم کیا گیا۔ اس کا پہلا مہینہ سر پر ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کی دس تاریخ کو روزہ رکھا اور بعد میں یہود سے امتیاز کی خاطر ساتھ ایک اور دن روزہ رکھنے کی تلقین کی۔ کیونکہ یہودی اس دن فرعون کی غرقابی اور موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نجات کے شکریہ میں روزہ رکھتے ـــــ حضور فداہ روحی نے حضرت کلیم اللہ سے اپنا تعلق خاطر جتلاتے ہوئے ایک کے بجائے دو روزوں کی امت کو تلقین و تعلیم کی اور اس کا بے پناہ اجر ذکر فرمایا۔

اس مہینہ کی دسویں تاریخ کو یوم عاشوراء کہتے ہیں۔ جس کا سبب بخاری شریف کے شارح حضرت العلام عینی حنفی قدس سرہٗ کے بقول وہ دس عظیم الشان واقعات ہیں جن کا تعلق حضرات انبیاء علیہم السلام سے ہے مثلاً آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا سلامتی سے کنارے لگنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نارِ نمرودی سے محفوظ رہنا، حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت، حضرت یعقوب علیہ السلام کے مصائب کا خاتمہ، حضرت یوسف علیہ السلام کی تکالیف کا اختتام حضرت ایوب علیہ السلام کا صحتیاب ہونا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعونی لشکر سے نجات پانا ـــــ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں پر اٹھایا جانا، اور حضور فداہ روحی وجسدی کو مغفرت ذنوب کی بشارت ملنا (جب کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ غنیۃ الطالبین میں سرکار دو عالم کی ولادت اس تاریخ کو کہتے ہیں) ـــــ بہر طور ان عظیم الشان واقعات اور آیات بیّنات کے سبب دسویں محرم یوم عاشوراء کہلاتی ہے لیکن حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ناگہانی اور حادثاتی موت شہادت اس دن واقع ہونے کے سبب رفض و سبائیت کے زہریلے پروپیگنڈا نے اہل سنت و جماعت کو اس طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ الاماں۔

رفض و سبائیت کے پروردہ حضرات یکم محرم سے دس محرم تک خوب محفلیں جماتے اور ماتم و سینہ کوبی کا اہتمام کرتے ہیں۔ گویا جب تک جناب حسین شہید نہیں ہوتے تب تک یہ ہنگامہ کارزار رہتا ہے اور جب دس کو ان کی شہادت کا المناک واقعہ ہوتا ہے تو شام غریباں کی آڑ میں بہت کچھ کر کے

(باقی ۲۷ پر)

باتیں اُن کی یاد رہیں گی

حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

انسان کی ترقی کا صحیح مفہوم

(۱)

برادران اسلام! آج کل آپ کو ہر پڑھے لکھے انسان کی زبان سے ترقی کا لفظ سننے میں آئے گا۔ حتیٰ کہ سکولوں کے بچوں کی زبان پر بھی یہ لفظ رواں ہے مثلاً کوئی کہتا ہے کہ فلاں شخص نے بڑی ترقی کی ہے ـــــ معمولی چھابڑی فروش تھا اور آج اس کی دکان میں ہزاروں کا مال ہے کوئی کہتا ہے کہ فلاں ماسٹر نے بڑی ترقی کی ہے۔ میٹرک پاس کر کے ملازم ہوا تھا۔ ملازمت بھی کرتا رہا اور پرائیویٹ امتحان بھی دیتا رہا۔ یہاں تک کہ ایم۔ اے کیا اور آج کل فلاں کالج میں پروفیسر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلاں زمیندار نے بڑی ترقی کی ہے پہلے معمولی زمیندار تھا اور آج کل بہت بڑا زمیندار بن گیا ہے۔ اتنی زمین کا مالک ہے کہ گورنمنٹ کو بیس ہزار روپیہ سالانہ مالیانہ ادا کرتا ہے وغیرہ وغیرہ ـــــ مسلمانوں کی اکثریت کے ذہن میں ترقی کے معیار اسی قسم کے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ایک تو ترقی کے یہ معیار اسلامی نہیں ہیں۔ یہ ترقیاں تو ایک کافر اور مشرک کو حاصل ہو سکتی ہیں اور دوسری چیز یہ ہے کہ ترقی کی یہ سب چیزیں فانی ہیں ـــــ انسان مرا اور یہ سب ترقیاں ختم ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کو اسی دنیا کی زندگی میں وہ ترقی کرانا چاہتا ہے جو مرنے کے ساتھ ختم نہ ہو جائے۔ بلکہ اس ترقی کا اثر مرنے کے بعد قبر میں بھی ساتھ جائے۔ اس ترقی کا فائدہ اس انسان کو قبر میں بھی ملے بلکہ جب قیامت کے دن میدانِ محشر میں اٹھے۔ اس وقت بھی وہ ترقی انسان کے کام آئے اور وہاں بھی آرام پائے۔ میدانِ محشر کے حساب و کتاب سے فارغ ہونے کے بعد بھی اسی ترقی کی بدولت اسے ایسی جگہ ٹھیرایا جائے جہاں کبھی کوئی تکلیف نہ ہو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے امن چین اور خوشحالی کی زندگی بسر کرتا رہے آج کی معروضات میں یہ عاجز قرآن مجید کی روشنی میں اسی ترقی کو پیش کرنا چاہتا ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

انسان دو چیزوں سے مرکّب ہے

برادرانِ اسلام! یہ انسان جو ہم دیکھتے ہیں یہ دو چیزوں سے مرکّب ہے ـــــ عام انسانوں کی اصطلاح میں ان کو جسم اور روح کہا جاتا ہے۔ اور فلسفہ کتاب و سنت کے بہت بڑے بلکہ بے نظیر فلاسفر حضرت مولانا و مقتدانا شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاح میں ان دونوں کو بہیمیت اور ملکیت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دونوں کا حدیث شریف سے ثبوت

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ عورت کے حاملہ ہونے کے بعد چار مہینے تک بچے کا وجود مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس وجود میں روح (عالم ملکوت سے لاکر) ڈالی جاتی ہے — اس سے ثابت ہوا کہ گوشت، پوست، ہڈیوں کا ڈھانچہ یہیں تیار ہوتا ہے اور روح عالم ملکوت سے لاکر ڈالی جاتی ہے۔

دونوں کی غذا

۱۔ جسم کی غذا

انسان کا بدن چونکہ اشیاء ارضیہ سے بنا ہے یعنی ماں باپ نے سبزیاں، ترکاریاں، میوہ جات، اناج کھایا۔ اس خوراک سے اللہ تعالےٰ کی قدرت سے لہو پیدا ہوا اور اس لہو سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے منی پیدا کی جو انسان کے وجود کا بیج ہے اس بیج کو ماں کے پیٹ میں ڈال کر انسان کا وجود بنایا اب اس وجود انسانی کی غذا بھی زمین سے پیدا شدہ چیزیں ہوں گی۔ یعنی جب اس وجود سے نقل و حرکت یا اور کوئی کام لیا جائے گا تو اس کی طاقت ختم ہو جائے گی۔ پھر دوبارہ طاقت پیدا کرنے کے لئے بھی زمین سے پیدا شدہ چیزیں اسے کھلائی پلائی جائیں گی تاکہ پھر اس کے وجود میں نئی قوت پیدا ہو اور انسان پھر اپنا کام کر سکے۔

۲۔ روح کی غذا

یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ روح عالم ملکوت سے لائی گئی ہے یعنی جس جہاں میں فرشتے رہتے ہیں وہاں سے لاکر اسے جسم کے پنجرے میں قید کیا گیا ہے۔ بادشاہوں کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی جانور کو اپنے اصلی وطن سے پکڑ کر کسی پنجرے میں لاکر بند کر دیتے ہیں تو اسے وہی غذا کھلاتے ہیں جو وہ اپنے وطن میں کھایا کرتا تھا۔ لاہور کے چڑیا گھر میں جاکر دیکھ لیجئے کہ شیر کو روزانہ گوشت دیا جاتا ہے۔ ہرنوں اور بارہ سنگوں کو گھاس دی جاتی ہے اور سانپوں کو زندہ چوہے دیئے جاتے ہیں۔ اسی قاعدے کی بناء پر انسان کی روح کو روزانہ ذکرِ الٰہی کی غذا لازمی طور پر ملنی چاہیئے کیونکہ عالم ملکوت میں رہنے والے فقط اللہ تعالےٰ کے ذکر سے ہی مسرور رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ کوئی اور چیز کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں انسان کا مرتبہ

اللہ تعالےٰ کی مخلوقات کو دیکھا جائے تو اس کے یہ نمبر ہیں۔ معدنیات، ان سے اوپر نباتات، ان سے اوپر حیوانات ان سے اوپر انسان، اس سے اوپر ملائکہ عظام۔

بقیہ: حضرت الشیخ ......

الحمد للہ سہارنپور میں حضرت شیخ قدس اللہ تعالیٰ سرّہٗ کی خاص عنایت و توجہ رہی۔ میں نے ایک رات حضرت قدس سرّہٗ سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضرت برجستہ فرماتے ہیں کہ تم کو بہت ملا۔ میں نے عرض کیا، حضرت مجھ کو تو کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔ حضرۃ نے فرمایا اچھا، اور میری طرف توجہ فرمائی۔ فوراً ہی دیکھتا ہوں کہ ایک نور میرے سینہ سے نکلا اور بڑی دُور تک عالم میں پھیل گیا۔ میں نے کہا کہ حضرت ہاں۔ میں نے دیکھ لیا۔ حضرت فرماتے ہیں سیّد الطائفہ شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب قطب اور عالم گر تھے۔

وصال سے تقریباً ایک مہینہ قبل حضرت شیخ قدس اللہ سرّہٗ نے مجھے حضرۃ شاہ ولی اللہ صاحب کی چہل حدیث مع سند کی اجازت عطا فرمائی۔

لَا یَمَسُّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاہِرٌ

ترجمہ: قرآن کو صرف پاک آدمی ہاتھ لگائے۔ (حدیث)

مرسلہ: محمد عاصم گکھڑ منڈی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۱۵/۱۶

۲۱/۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ • ۲۱/۱۴ اکتوبر ۱۹۸۳ء

— رئیس الادارہ —

شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

— مجلس ادارت —

مولانا محمد اجمل قادری

محمد سعید الرحمٰن علوی

ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی • مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر: مولانا عبید اللہ انور

مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بلدیاتی انتخابات

چند گذارشات

مختلف مراحل میں ملک میں بلدیاتی انتخابات مکمل ہو گئے۔ عام انتخابات سے صرفِ نظر کر کے "جمہوریت" کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کی غرض سے موجودہ حکومت نے ان انتخابات کا ڈول ڈالا اور اب اس کی موجودگی میں یہ دوسرا انتخاب مکمل ہوا ہے۔ پہلے اور اس دوسرے انتخاب کا اپوزیشن پارٹیوں کی اکثریت نے بائیکاٹ کیا جب کہ بعض جماعتوں نے باقاعدگی سے حصّہ لیا۔ یہ الگ بات ہے کہ حکومت نے جب بھی اور اب بھی یہ واضح کر دیا تھا کہ سیاسی وابستگی رکھنے والے افراد انتخابات میں حصہ نہ لے سکیں گے لیکن حکومت اپنے اس فیصلہ پر عملدرآمد نہ کرا سکی —— جبکہ "سیاست" ہی نہیں "اسلامی سیاست" تک کی علمبردار جماعتوں نے "وقتی مصلحت کے پیشِ نظر جھوٹ کے جواز" کی آڑ میں جماعتی طور پر انتخاب لڑا اور ان کے ذمہ دار ارکان تک نے "حلف" لئے کہ وہ آزاد ہیں اور کسی سیاسی پارٹی سے ان کا تعلق نہیں "خشتِ اوّل" کی اس کجی کے بعد عمارت کے درست ہونے کی بات کس حد تک صحیح ہو سکتی ہے؟ اہلِ نظر ہی اس کا بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں —— پچھلے انتخابات کے بعد اب جو انتخاب ہوا تو اس میں حکومت نے "قومی شناختی کارڈ" دکھانا لازمی قرار دیا، اس فیصلہ کے نتیجہ میں اور کوئی فائدہ ہوا یا نہ ہوا "شناختی کارڈ" خاصی مقدار میں بن گئے کہ اب تک ہمارے یہاں ان کی رفتار بے حد سُست تھی۔ اور لوگ بالعموم اس کو زیادہ اہمیت نہ دے رہے تھے، اب انتخابی پہلوانوں نے لنگر لنگوٹ کسے تو اس بات پر بھی توجہ دی اور وافر مقدار میں بھاگ دوڑ کر کے

کارڈ بنوائے ـــــــ لیکن یہ بات کہ اس کے نتیجہ میں جعل سازی کا معاملہ بالکل ختم ہو گیا، اس کو تسلیم کرنا خاصا مشکل ہے۔ ظاہر ہے کہ "جعلسازی" کی جس رسم کی بنیاد پاکستان کی بانی جماعت کے "بزرگ رہنماؤں" نے ڈالی ہو اس کی جڑیں اتنی آسانی سے اکھاڑی نہیں جا سکتیں اور جہاں اسلام کے علمبردار وقتی مصالح سے جوازِ کذب کے فتوے دیں وہاں اور ہی "روشنی" کا سماں ہو گا۔

گذشتہ ہفتہ اداریی کالموں میں ہم نے ملک کے بنیادی مسئلہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہمہ نوع جاگیرداری اور وڈیرہ شاہی کو مسائل پیدا کرنے کی بنیاد قرار دیا تھا اور ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ اس "آکاس بیل" کو جب تک ختم نہیں کیا جائے گا، لاتعداد مسائل اس وقت تک ختم نہ ہوں گے ـــ ۱۸۵۷ء کا اندوہناک دور امّت مسلمہ کے لئے انتہائی مصائب کا دَور تھا۔ اس وقت قوم واضح طور پر دو حصّوں میں بَٹ گئی، یہ درست ہے کہ غالب اکثریت ان دنوں آزادی کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں تھی لیکن ایک طبقہ بہر نوع حکومتِ انگلینڈ کی وفاداری کا دم بھرنے والا بھی تھا۔ اسی طبقہ کو اُس دَور میں جاگیروں اور خطابات سے سرفراز فرمایا گیا اور پھر پہلی جنگ عظیم سے دوسری جنگ عظیم تک برابر اس طبقہ میں اضافہ ہوتا رہا۔ اسی طبقہ کے روساء نے ۱۹۰۶ء میں انگریزی مفادات کے تحفظ اور انگریز سے مسلمانوں کی زندگی کی بھیک مانگنے کی غرض سے ڈھاکہ میں اکٹھے ہو کر مسلم لیگ کی نیو اٹھائی ـــــــ مسلم کے مقدس لفظ کے استعمال کے باوصف ہر دہریہ منکرِ خدا، کادیانی منکرِ رسولؐ اور رافضی منکرِ صحابہؓ کو اس میں جگہ دی۔ اور بالآخر مسلم عوام کی قیادت کا تاج سر پر رکھا ـــــ جب یہ طے ہو گیا کہ اب یہ تاج اس سر پہ سج چکا ہے تو یونینسٹ احباب و حضرات نے بھی اس بزمِ احباب میں شمولیت کر کے اپنا قد بڑھایا۔ ادھر خان عبدالقیوم خان جیسے مفاد پرست ایک ہی جست لگا کر لیگ کے "نامور رہنما" بن گئے۔ ۱۹۴۷ء سے اب تک مسلم لیگ، جناح عوامی لیگ، عوامی لیگ، ری پبلکن پارٹی، کنونشن مسلم لیگ، پیپلز پارٹی، مجلس شوریٰ۔ الغرض ہر دھمال چوکڑی میں وہ مفاد پرست خاندان چہرے بدل بدل کر آپ کو نظر آئیں گے ـــــ ان کی مکروہ سیاست نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ یہاں "اسلامی سیاست" تک کے علمبردار اسی بہاؤ میں بہہ گئے ـــــ جمہوریت اور اس کے لئے جدوجہد ان کا بھی مقصد زندگی ٹھہرا ـــــ موجودہ وزراء اور ممبران شوریٰ بھی تو آخر ایک قسم کا سیاسی گروپ ہی ہے ـــ لیکن سب جانتے ہیں کہ انہوں نے بھی الیکشن میں اپنا رنگ جمایا اور ان کی دیکھا دیکھی ہر جماعت کے ورکر اور رہنما اس معرکہ میں کود ے، دھڑلے سے الیکشن لڑا اور اس طرح حکومت کے اس اعلان کہ ـــ کوئی شخص جس کا کسی سیاسی جماعت سے تعلق ہے الیکشن نہ لڑ سکے گا ـــــ کی دھجیاں فضائے آسمان میں بکھر گئیں۔ جب بنیاد کا یہ حال ہو تو جو حشر آگے ہو گا اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ـــــ سیاسی وابستگی کی بنیاد پر الیکشن ہر شخص لڑتا ہے اور یہ اشخاص مخصوص خاندانوں اور افراد کے متعلق ہوتے ہیں۔ وہی خاندان جو نسلاً بعد نسلٍ جونک بن کر معاشرہ کا خون چوس رہے ہیں یہ خاندان اتنے ہوشیار ہیں کہ ان کے افراد مختلف پارٹیوں میں بٹ جاتے ہیں تاکہ جو گروپ برسرِ اقتدار آ جائے اسی میں

ہمارا حصّہ ہو ـــــ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ووٹر کے لئے کوئی معیار یا اہلیت مقرر ہونی ضروری ہے اس لئے کہ ووٹ ایک طرح کی شہادت ہے اور شہادت کے لئے بہر طور بڑی قیودات ہیں لیکن بدنصیبی یہ ہے کہ یہاں ووٹر چھوڑ کسی امیدوار کے لئے کوئی معیار نہیں۔ جو شخص برادری، گروپ اور سرمائے کے جوہر رکھتا ہے وہ بغیر کسی رد و کد الیکشن لڑ سکتا ہے چاہے وہ رسہ گیر ہو یا سود خوار، بلیک میلر ہو یا اسمگلر، قبیح سے قبیح اور سنگین سے سنگین جرائم میں سزا یافتہ ہو یا کچھ اور، لیکن الیکشن لڑنے میں وہ آزاد ہے۔ ایسے لوگ جو چاند چڑھائیں گے اس کا تصوّر کرتے ہی طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے ـــــ حکومت الیکشن میں اخراجات کی ایک خاص حد مقرر کرتی ہے لیکن اندھے دھند اخراجات ہوتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ پوسٹر بازی، جلسے، چائے پارٹیاں اور خدا معلوم کیا کچھ نہیں ہوتا جس پر لاکھوں کا سرمایہ اٹھ جاتا ہے ـــــ خرچ کرنے والے حسین مستقبل کی بنیاد پر ہی خرچ کرتے ہیں اور کوئی روک نہیں ہوتی۔ سرکاری اہلکار ہر جگہ اپنا رنگ جماتے ہیں اور اپنے من پسند امیدواروں کے حق میں اپنے عہدہ و منصب کے اثرات استعمال کرتے ہیں اور اس کی انہیں ذرہ برابر پرواہ نہیں ہوتی۔

راقم کے شہر (بھیرہ ضلع سرگودھا) میں شرعی عدالت کے ایک معزز جج ان کے ایک ملٹری مین صاحبزادے اور دوسرے متعلقین نے ان اثرات کو جس طرح استعمال کیا اس کی تلخیاں وہاں کے لوگوں سے معلوم ہو سکتی ہیں پھر ان کے دارالعلوم کے "ہونہار طلبہ" نے زنانہ پولنگ اسٹیشن کی چھت پر چڑھ کر (جو ایک اسکول میں واقع تھا) جس طرح پریشانی پیدا کی، باپردہ عورتوں کو اذیت پہنچائی، سکول کی عمارت اور وہاں متعین عملہ کو نقصان پہنچایا اسے جھٹلانا آسان نہیں۔ لیکن کوئی کس سے کہے اور کس کی سُنے ـــــ عورتوں کے ووٹوں کا مسئلہ نازک ہے۔ ہم بات کریں گے تو مغرب زدہ خواتین شور مچائیں گی کہ ہمارے حقوق پر ڈاکہ ہے لیکن نہ انہیں احساس ہوتا ہے نہ حکومت کو کہ اصل آبادی تو دیہاتوں میں ہے اور دیہاتوں سے تعلق رکھنے والی خواتین اس صورت حال کو بالکل برداشت نہیں کرتیں اور وہ چاہتی ہیں کہ ہمارے ووٹ کا قضیہ ختم ہو اور اس جنجال سے ہم بچ جائیں آخر حکومت اس کا کیوں احساس نہیں کرتی کہ چادر چاردیواری کے کچھ تقاضے ہیں۔ اسے عورتوں کی عزت کا احساس کرتے ہوئے عورت کو اس مصیبت سے نجات دلانی چاہیئے۔

رہ گیا مسئلہ دھاندلی کا تو جیسا کہ ہم نے عرض کیا جس "کارِ خیر" کی بنیاد بزرگ سیاستدانوں نے رکھی ہے اس کا قلع قمع آسان تو نہیں۔ اس کا استیصال اسی طرح ہو گا کہ نام نہاد وڈیروں، پیروں اور سرمایہ داروں کا تسلّط ختم ہو جائے نہیں بلکہ ختم کیا جائے ـــــ اگر سیاسی مخالفت کی بنیاد پر کسی کو "ایبڈو" قرار دیا جا سکتا ہے تو جرائم پیشہ لوگوں اور اس قماش کے افراد کو کیوں نہیں الگ کیا جا سکتا، آپ کہہ سکتے ہیں کہ شناختی کارڈ سے یہ مرض دور ہو جائے گا یا ہو گیا، حالانکہ یہ غلط ہے۔ آپ دیانتدار اور باضمیر لوگوں کے ذریعہ حالات کی انکوائری کرائیں آپ کو پتہ چلے گا کہ شناختی کارڈ کے باوجود کس کس طرح دھاندلی کی گئی۔ لوگوں بالخصوص عورتوں کے شناختی کارڈ پہلے سے قابو کر لئے گئے۔ اور پھر سرکاری عملہ سے مل کر بڑی خوبصورتی سے من پسند کے امیدواروں کو ووٹ ڈلوائے گئے۔ بااثر لوگوں نے غرباء کو مجبور کر کے پرچیاں منگوا کر جیبوں میں رکھیں۔ اور پھر انہیں خود استعمال کیا ـــ

(باقی ۹ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب: ادارہ

رُوحِ قربانی برقرار رکھی جائے

ہر بُنِ مُو کو شکر و سپاس کا خوگر بنا دیں

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

محترم حضرات و معزز خواتین!

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے زندگی میں ایک بار پھر عید الاضحیٰ کی خوشیاں نصیب فرمائیں، اور سنتِ خلیل و حبیب علیہما السلام کی ادائیگی کی توفیق بخشی۔

دراصل اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بے حد و حساب نعمتیں ہیں اور ان نعمتوں کا حق شکر ہی سے ادا ہو سکتا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ شکر بجا لاؤ، دوسرے اس لئے کہ عبدیت کا تقاضا یہ ہے۔ شکر کا حکم سورۂ بقرہ میں ہے اور سورۂ نحل میں بندگی کے تقاضے کے پیشِ نظر شکر کی تلقین ہے۔ اس کے ساتھ ہی سورۂ زمر میں ہے کہ تمہارے شکر کرنے نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی مفاد یا نقصان وابستہ نہیں کہ وہ غنی اور بے پروا ہے۔ اصل مسئلہ خود تمہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے حق میں شکر گذاری کا جذبہ پسند ہے ناشکری پسند نہیں۔ اس لئے ہر بُنِ مُو سے اس کا شکر ادا کیجئے اور سراپا سپاس گذار بن جائیے کہ اس مالک کی عنایت سے عید و قربانی کی خوشی اور سعادت نصیب ہوئی۔

لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا تھا کہ قربانی محض جانور ذبح کرنے کا نام نہیں کہ اسے نہ تو گوشت کی خواہش ہے نہ کھال و چمڑہ کی، بلکہ وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ اپنے بندے کو میں نے جو دل بخشا اس کا کیا حال ہے؟ سورۂ احزاب کی آیت مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِہٖ کا یہی مفہوم ہے — اور ہمارے مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم نے اس کا مفہوم نما ترجمہ اس طرح واضح کیا کہ سبحان اللہ، فرماتے ہیں :-

"سلطانِ محبّت کی عدالت میں دل کی تقسیم کا کوئی قانون نہیں"۔

دل پر حق صرف اس کا ہے اور جب آدمی دل سے اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو پھر ہر عضو و جوڑ اسی کی اطاعت گذاری اور شکر گذاری میں مشغول رہتا ہے کیونکہ دل سلطان الاعضاء ہے جدھر سلطان لے جائے گا ادھر رعایا چلے گی۔

تو باقی اعمال صالحہ کی طرح قربانی میں بھی دل کی کیفیات دیکھی جاتی ہیں کہ قربانی کرتے وقت جذبات کیا ہیں، احساسات کیا ہیں؟ مسئلہ صرف اسی حد تک کا ہے کہ جانور ذبح کر لیا یا اس سے آگے بھی کچھ ایثار و قربانی کی بات پیدا ہوئی؟ اس لئے کہ یہاں تو ضرورت اس کی ہے کہ تن من فدا کر دیا جائے اور جب، جہاں

جس قسم کا تقاضا ہو، نثار کرنے سے گریز نہ کیا جائے۔

ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے "مسلم حنیف" کہا کہ ایسا تابعدار جو ہر طرف سے منہ موڑ کر اسی کا ہو جائے اور حضور علیہ السلام کے "اوّل المسلمین" ہونے کا ذکر قرآن میں ہے اور ہم بھی مسلمان اور مسلم ہیں تو پھر سوچیں اس کا تقاضا کیا ہے؟ اسلام جس کی نسبت سے ہم مسلمان اور مسلم کہلاتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ سے جان و مال کے سودے کا نام ہے اور جن ایثار پیشہ لوگوں کو اس قربانی کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ جیسے تاجر کے ہاتھوں اپنا سب کچھ بیچ دیتے ہیں۔ انہیں نہ صرف قرآن میں بلکہ توراۃ و انجیل میں بھی "کامیاب" فرمایا گیا ہے۔ اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ قربانی دراصل اس عہد کو یاد دلانے والی بات ہے کہ معاملہ تازہ ہوتا رہے۔" اور بندہ کبھی غافل نہ ہو جائے۔ آپ یادِ الٰہی کی اس مبارک مجلس میں اس اعتبار سے اپنا دل ٹٹولیں کہ قربانی کی سنت کے ساتھ ساتھ "رُوحِ قربانی" کا کیا حال ہے؟ دل کی کیفیات کیا ہیں؟ اگر دل مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ کا مقام حاصل کر کے بس اپنے خالق کا ہو گیا ہے اور ہر طرف سے کٹ کر اپنے رب سے عرض کرتا ہے کہ ؎

اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی
ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی

تو سمجھئے کہ قربانی کا ماحصل نصیب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روحِ قربانی سے سرشار فرمائیں۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ : اداریہ

پولنگ بوتھ میں اب بھی ہنگامے کر کے جعل سازی کا پروگرام رچایا گیا، بیلٹ بکس الٹے ہوئے، اندر اندر نشانات بدلے، بیلٹ بکسوں میں سیاہی ڈال کر اور تیزاب ڈال کر ووٹ ضائع کئے گئے — پھر انتخابی مہم کے دوران قتل و غارت کی وارداتیں، امیدواروں اور ان کے رفقاء کا قتل اور گرفتاریاں — یہ سب اخباری باتیں ہیں جن پر تبصرہ کی ضرورت نہیں — ان حالات میں حکومت اور اس کے مخصوص افراد کا "سب اچھا" کی رٹ لگانا ملک اور قوم کے حق میں کسی طرح اچھا نہیں یہ کوڑھ کا مرض سارے معاشرہ کو لے بیٹھے گا اخلاقی قدریں تباہ ہو جائیں گی اور ہم درندہ نما انسان بن کر انسانیت کا گلا کاٹنے کا سبب بنیں گے۔ صاف ستھرے معاشرہ کے لئے تعلیمی ڈھانچہ کی تبدیلی، افسر شاہی، وڈیرہ شاہی اور مذہبی اجارہ داروں کی قوت کا استیصال ضروری ہے اسی طرح صحیح مثبت نتائج پیدا ہوں گے۔ ورنہ آپ کی مخصوص اصطلاح میں "مثبت نتائج" تو سامنے آ جائیں گے پر ملک و قوم کا جنازہ نکال دیں گے۔

ضرورت ہے کہ ان گذارشات کی طرف سنجیدگی سے توجہ کی جائے اور لگے بندھے دانشوروں کے بجائے صحیح الفطرت، خاموش طبع اور مخلص افراد کو شامل مشورہ کر کے اصلاح کا قدم اٹھایا جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ہمیں اصلاح احوال کی توفیق دے۔

فقیر علوی



"میں دیکھتا ہوں کہ تجھ کو ظاہری علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اور اندر سے تو جاہل بنتا جاتا ہے — تورات میں لکھا ہے کہ جس کو علم زیادہ ہو جائے اس کو خدا کا ڈر اور خوف زیادہ چاہئے۔ کیا تو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ یعنی خداوند تعالیٰ کا ڈر اور اس کے حضور میں عاجز ہونا اور اس کے بندوں کے ساتھ با تواضع پیش آنا۔"

(نصائح غوث اعظمؒ)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

الصحابۃ رضؓ کلھم عدول

دشمنانِ صحابہؓ حقیقت میں دین کے مخالف و معاند ہیں!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :
اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

بزرگان محترم، برادران عزیز! جماعت حقہ راشدہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے متعلق گذشتہ صحبت میں بالعموم قرآنی ارشادات کی روشنی میں کچھ گذارشات پیش کی گئیں۔ صحبت امروزہ میں اس جماعت صادقہ کے محسن و مربی استاذ و معلم اور انسانیت کے قائد و سرتاج محمد عربی علیہ السلام کے چند ارشادات کا خلاصہ پیش خدمت ہے ۔

صحابہ رضؓ ___ ترتیب فضیلت

احادیث مبارکہ کا مفہوم ملاحظہ فرمانے سے قبل ایک اصولی بات سن لیں۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ بھی عرض ہوا کہ بہ حیثیت مجموعی سب صحابہ قابل احترام و عزت ہیں اور اللہ تعالیٰ کا سب سے بھلائی کا وعدہ ہے۔ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی (الحدید) تاہم باہمی فضیلت کا مسلمہ اصول یہاں بھی موجود ہے اور اس سلسلہ میں مشہور حنفی بزرگ اور حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ کے شارح صاحب مرقاۃ نے جو بات لکھی وہ انتہائی درست ہے اسی کا خلاصہ عرض ہے۔

”ابو منصور بغدادی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں کہ اہلسنت کے علماء کبار اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کی جماعت میں سب سے افضل خلفاء اربعہ (جناب صدیق و فاروق و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہیں۔ اسی ترتیب سے جس سے ان کی خلافت واقع ہوئی (یعنی جناب صدیق سب سے افضل پھر اسی طرح دوسرے حضرات) پھر عشرہ مبشرہ کے باقی حضرات کا مقام ہے پھر حضرات شرکاء بدر، پھر شرکاء احد پھر اصحاب بیعت رضوان، پھر انصار کے وہ حضرات جو بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں شریک تھے۔ اسی طرح السابقون الاولون اور وہ حضرات جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی اور بہ حیثیت مجموعی فتح مکہ سے قبل کے حضرات کو سورۃ حدید کی روشنی میں بعد والوں پر فضیلت حاصل ہے لیکن بھلائی کا وعدہ سب سے ہے (جیسا کہ پہلے گذرا) جہاں تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تعلق ہے تو وہ بھی عدول میں سے ہیں۔ اور فضلاء میں سے ہیں اور جہاں تک ان لڑائیوں کا تعلق ہے جو ان کے درمیان واقع ہوئیں تو اس معاملہ میں وہ سب اپنے آپ کو حق بجانب کہتے ہیں اور ان کے اسباب کی تاویل کرتے ان لڑائیوں کے سبب ان میں سے کوئی بھی عدالت کی صفت سے خارج نہیں ہوتا کیونکہ وہ سب صفت اجتہاد سے متصف تھے (اور مجتہد اجتہاد خطائ کے باوجود ثواب حاصل کرتا ہے)

یہ ہے مسلک اعتدال ان حضرات گرامی کے معاملہ میں، کہ وہ بہرطور قابل احترام اور قابل قدر ہیں اور روافض و خوارج کی طرح ان میں سے کسی کی تنقیص جائز نہیں ان میں سے ہر ایک عدالت سے بہرہ ور اور مستحق اجر و ثواب ہے۔

ارشادِ رسالت

اس اصولی گفتگو کے بعد بخاری و مسلم کی متفقہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔ جس کے راوی حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا :۔

”میرے صحابہ کو سبّ و شتم نہ کرو۔ تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کر ڈالے تو بھی اس صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جس نے ایک مُد یا اس کا نصف اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔

(مد ایک پیمانہ ہے)

سب و شتم اور تنقید اور تنقیص اور اس قسم کی چیزوں کے متعلق علماء امت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ :۔

اَنَّ سَبَّ الصَّحَابَۃِ حَرَامٌ وَّمِنْ اَکْبَرِ الْفَوَاحِشِ۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض مقلدین ایسے شخص کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں جب کہ مشہور بزرگ عالم قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی سبّ و شتم کرنا اسی طرح کبیرہ گناہ ہے جس طرح تمام جماعت کو کوسنا۔ حضرات شیخین جناب صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سبّ و شتم کرنے والے کی رگِ حیات کاٹ دینا تو بہرحال علماء کے نزدیک طے ہے۔

بخاری و مسلم کی ایک اور روایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے ارشاد ہے۔

”میری امت کا اچھا زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر وہ زمانہ جو اس کے قریب ہے اور پھر وہ جو اس کے قریب و متصل ہے پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو بغیر ضرورت و طلب شہادت و گواہی کے لئے دوڑے پھریں گے (جیسے آج کل ہماری کچہریوں میں گواہوں کی ایک کھیپ موجود رہتی ہے) وہ لوگ خائن ہوں گے امانت داری کے وصف سے محروم۔ نذریں مانیں گے لیکن ان کی ایفا نہیں کریں گے اور ان میں تکبّر کا مرض پیدا ہو جائے گا۔“

امام ترمذی قدس سرہٗ حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس میں ارشاد ہے :۔

”جہنم کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا اور نہ اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا۔“

شرح السنۃ میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت منقول ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

”میری امت میں صحابہ کرام کی مثال ایسے ہے جیسے آٹے میں نمک۔“

آٹا اور طعام نمک کے بغیر بدمزہ ہوتے ہیں (اسی طرح صحابہؓ کے بغیر امت کی کوئی حقیقت نہیں)

اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ تعالےٰ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ان کے والد گرامی کے حوالہ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں جس میں سرکار دو عالم علیہ السلام نے فرمایا۔

"میرے صحابہ میں سے کوئی بھی جس زمین میں مر گیا وہاں کے لوگوں کے لئے قائد اور روشنی کے طور پر صبح قیامت میں اٹھایا جائے گا"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو ان کی اس نازیبا حرکت کے جواب میں تم کہو لعنۃُ اللہ علیٰ شرّکم (ترمذی)

یہ روایات مبارکہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے بالکل واضح ہیں۔ اور امت کے لئے مشعل ہدایت۔ دراصل قرآن اور محمدؐ کریم علیہ السلام کے فرامین میں صحابہ علیہم الرضوان کے متعلق جس احتیاط کی تعلیم دی گئی اور جس طرح ان کے فضائل و مناقب کا ذکر کیا گیا اس کی وجہ بڑی واضح ہے کہ دین اسلام کا تمامتر مدار انہی حضرات پر ہے۔ حضور علیہ السلام نے جس ماحول اور پس منظر میں دعوت اسلام کی ابتدا کی ۔ اپنی سنگینی کے اعتبار سے وہ دور انتہائی ظالمانہ تھا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ انسانیت دنیا سے رخصت ہو چکی ہے اور شیطنت ننگا ناچ ناچ رہی ہے۔ امام الانبیاء علیہ السلام پر ظلم و قہر کے پہاڑ توڑے گئے اور جو لوگ آپ کی طرف آتے ان کا بھی یہی حشر ہوا۔ لیکن ظلم و ناانصافی کا یہ ہولناک منظر دیکھ کر بھی وہ لوگ راہِ حق سے نہ دوڑے اور سرکارِ دوعالم کی ذات اقدس سے اپنے آپ کو وابستہ کئے رکھا ۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض کو اپنی حیات مستعار کی قربانی بھی دینا پڑی لیکن غمزدہ ہونا یا خوفزدہ ہونا انہوں نے دیکھا بھی نہ تھا استقامت کا پہاڑ بن کر وہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور دعوت و تبلیغ دین کے کام میں اپنے آقا و قائد کے دست و بازو بن گئے ——— حضور علیہ السلام نے انہیں جہادی مہموں پر بھیجا ، عامل و گورنر اور محصّل بنا کر بھیجا، شاہان روم و ایران کے درباروں میں سفیر بنا کر بھیجا، معلّم و مزکی کی ذمہ داریاں انہیں سونپیں اور تاریخ کی شہادت یہ ہے کہ وہ ہر مرحلہ میں کامیاب و سرخرو ہوتے تا آنکہ رحلت نبوی کا دور آیا تو حضور علیہ السلام نے دین اسلام کو اقصائے عالم تک پہنچانے کی ذمہ داریاں انہیں سونپیں اور اس ذمہ داری کو انہوں نے پوری طرح نبھایا۔ قیصر و کسریٰ کی افواج قاہرہ سے ٹکرانا انہی کا دل گردہ تھا۔ مصر و شمالی افریقہ تک اسلامی افواج کی پیش قدمی انہی کے حوصلوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بحراحمر میں اسلامی بیڑے کا مارچ جنگی فنون سے واقفیت کے ساتھ جذبات میں سرشاری کی دلیل ہے۔ ملّت اسلامیہ کو منظم کرنا، حکومت و نظام سیاست کی درستگی، مساجد کی تعمیر، نہروں کا جال، مدارس و مکاتب کی منصوبہ بندی اور ان سب سے بڑھ کر ذکر و فکر میں استغراق و انہماک اور کسی بھی حال میں یادِ الہیٰ سے غافل نہ ہونا ان کی سیرت طیبہ کے وہ نقوش ہیں جس کا دشمن بھی اعتراف کرتے ہیں۔

گبن اپنے تمامتر تعصب کے باوجود فاروقی سطوت کے سامنے سرِتسلیم خم کرتا اور تسلیم

کرتا ہے کہ اتنا وقت انہیں اور ملتا تو ظلمت کدہ یورپ کبھی کا اسلام کی آغوش میں آ چکا ہوتا بلکہ عیسائیت دنیا میں ناپید ہو جاتی۔

صحابہ علیہم الرضوان کے قافلے حضرت عثمانؓ کے عہد سعادت میں مکران و بلوچستان تک پہنچے اور غازی محمد بن قاسم کے حملہ سندھ سے بہت قبل یہ علاقے مسلمان ہو چکے تھے۔ قرآن کریم کی نقول پوری مملکت میں پہنچانا، احادیث کے مجموعے تیار کرنا انہی حضرات کا کارنامہ تھا۔ اسی وجہ سے اربابِ نظر انہیں نبوت کا عینی گواہ اور نزول وحی کا شاہد کہتے ہیں۔ ان کے سامنے یہ تمام مراحل طے ہوئے۔ انہوں نے اس امانت کا بارِ گراں سر پر اٹھایا پھر کمال درجہ دیانت سے اسے آئندہ نسل تک پہنچایا ——— سوچیں کہ جو لوگ قریش مکہ کے ظلم کے باوصف اسلام سے نہ بچھڑے آئندہ چل کر کون سا خوف یا لالچ انہیں اسلام سے ہٹا سکتا تھا ——— ان کا انکار ان کی تکذیب، ان کی تنقیص دراصل وہ یہودی سازش ہے جو دین اسلام سے لوگوں کو منحرف کرنے اور دین میں رخنے ڈالنے کے لئے پہلے دن سے سرگرم عمل ہے۔ لیکن تاریخ کے مختلف ادوار میں جس طرح یہ سازش ناکام و نامراد ہوئی اسی طرح اب بھی ناکام ہو گی اور قرآن و سنّت کے ساتھ ساتھ ان کے اولین حاملین صحابہ علیہم الرضوان کا نام بھی تابندہ رہیگا انشاءاللہ تعالےٰ۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس جماعت حقہ سے جذباتی عقیدت رکھتے اور انہیں اپنا محسن گردانتے ہیں ——— اللہ تعالےٰ اس جماعت حقہ کے ساتھ ہم سب کا حشر فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ : سیرالیون

اس اقدام کے بعد مرزائیوں نے زیر زمین کام کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے تین ہسپتال قائم کئے۔ اس موقعہ پر یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ مرزائی طبقہ کو یہودیوں کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ موجودہ اسرائیل میں حیفا کے مقام پر "کرمل" پہاڑ میں ان کا مرکز ہے۔ جہاں کا عملہ ہر پانچ سال بعد ربوہ سے تبدیل ہو کر آتا ہے۔ جہاں ان کا ایک پریس اور نشریاتی ادارہ ہے۔ وہیں سے ایک رسالہ "البشریٰ" کے نام سے عربی میں شائع ہوتا ہے۔

عیسائی مشنریاں : اٹھارہویں صدی کے اواخر میں پرتگالی استعمار کے ہمراہ پادریوں کا ایک گروپ بھی آیا تا کہ استعمار کی جڑیں مضبوط کر سکے، پھر انگریزی استعمار نے مشنریوں کو مزید مضبوط کیا، اس طرح استعماری طاقتوں کے زیر سایہ عیسائی مشنریوں نے وسیع پیمانہ پر کام کیا۔ حتیٰ کہ ہر چھوٹے بڑے قصبہ میں گرجے قائم کئے اور مشنری سکول کھولے۔

اس سلسلہ میں امریکی مشنری ادارہ "A.M.E" ہے۔ اور اٹلی کا کیتھولک ادارہ "R.C" ہے اور برطانیہ کا مشنری ادارہ "S.D.A" ہے جبکہ لیبیریا کا مشنری ادارہ "A.O" کے نام سے کام کر رہا ہے۔

اور جامعہ سیرالیون دراصل ایک مشنری مرکز ہے جس کا پہلا پرنسپل پرتگالی پادری تھا جس کے بعد برطانوی پادری پرنسپل رہے۔ اور ۱۹۵۱ء کے بعد اس میں مسلمانوں کو داخلہ کی اجازت ملی۔

سویرے اٹھنا

حدیث : اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔

ترجمہ : سویرے اٹھا کرو، کیونکہ اس کا بڑا ثواب ہے۔

مرسلہ :۔ محمد قاسم، گکھڑ منڈی

لمحہ فکریہ

مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کلاچی

جمعیۃ علماء اسلام کے سابق رہنما اور مرحوم مفتی محمود کے دستِ راست مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی رکن مجلس شوریٰ پاکستان نے شوریٰ کی نظام حکومت کمیٹی میں اسلامی نظام حکومت کے سلسلہ میں تجاویز پر مشتمل جو تحریر پیش کی وہ قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے تاکہ محفوظ ہو جائے اور علماء کی کاوشوں سے دنیا آگاہ ہو سکے۔ (ادارہ)

ثم جعلنٰکم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔

ترجمہ: پھر ان کے بعد ہم نے دنیا میں بجائے ان کے تم کو آباد کیا تاکہ ہم دیکھ لیں کہ تم کس طرح کام کرتے ہو۔ (بیان القرآن)

مشہور مقولہ ہے کہ تاریخ سے اگر اشخاص کے نام نکال دئے جائیں تو یہ ایک جیسے متعدد واقعات کا نام ہے جو اپنے آپ کو ایک ہی نتیجہ کے لئے بار بار دہراتی ہے اور جو ہوشمندوں کے لئے عبرت کا سامان مہیا کرتی رہتی ہے۔ قرآن کریم نے اسی فلسفہ عروج وزوال کی تائید کرتے ہوئے سابقہ اقوام کے واقعات کی طرف امت مسلمہ کو بار بار توجہ دلائی۔ اس امت کے قریب ترین ایک عظیم قوم بنی اسرائیل کا تذکرہ بڑی تفصیل سے متعدد مقامات پر کیا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون جیسی جابر قوت کی غلامی سے نجات دے کر آزادی کی نعمت سے نوازا۔ مگر افسوس کہ وہ اپنی کج روی کی بنا پر اس کی متحمل نہ ہو سکی اور قانون قدرت کے مطابق ایک دوسری طاقتور قوم کے ذریعہ یہ نعمت ان سے چھین لی گئی۔ برصغیر کے مسلمانوں کو خالق کائنات نے آزادی کی نعمت سے سرفراز کیا لیکن ابھی ربع صدی بھی گذرنے نہیں پائی تھی کہ ہم اپنی غلط کاریوں کا شکار ہوئے اور ایک بزدل دشمن کے ہاتھوں ایک زبردست قوم کی رسوائی کا نظارہ دنیا نے حیرت اور استعجاب کی نگاہوں سے دیکھا لیکن قرآن کریم کے فلسفہ عروج وزوال کے قانون کے لحاظ سے یہ کوئی انوکھی اور نہ ہونے والی بات نہیں تھی یہ فساد فی الارض اور بے جا انانیت قول وعمل کے تضاد کا لازمی نتیجہ تھا جو ہونے والا تھا اور ہو کر رہا۔ سیاستدانوں کی عقل جواب دے گئی علماء کا فہم تدبیر بے کار ثابت ہوا۔ فوج کی شجاعت اور بہادری جواب دے گئی۔ قانون مکافات نے اپنا عمل ثابت کر کے دکھلایا اور ہم ملک کے آدھے سے زیادہ حصے سے محروم کر دئے گئے اس وقت ہمارے سامنے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ـــ

ہم نے اس اندوہناک دھماکہ سے کیا سبق لیا اور کیا سیکھا واویلا واحسرتاہ ناہ کہ اس جانگداز حادثہ کے بعد آج بھی ایک گروہ تضاد فکری کے باوجود صرف تخریب کاری کے اتحاد پر نازاں ہے اور سیاست کے بڑے بڑے مدعی ان کی حوصلہ افزائی بلکہ ہمنوائی میں مصروف۔ یخربون بیوتھم بایدیھم کا منظر پیش کر رہا ہے۔ اہل فراست اور بصیرت کا ایک طبقہ ان کی بدمعاشی سے مرعوب منقار زیر پر ہے۔ قدرت نے انسان کو خواب سے جگانے کے لئے جو اسباب پیدا کئے ہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے اب کونسی کمی باقی

رہ گئی ہے جس کا انتظار ہے اپنے ملک کے دو ٹکڑے ہونے افغانستان پر کفار کی یلغار، لبنان اور ہندوستان میں مسلمانوں کا قتل عام بھی اگر ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ خالق کائنات کے اس آخری چیلنج کا وقت آ گیا ہے کہ ـــ

"وان تتولوا یستبدل قوماً غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم" اب بھی وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مہلت سے فائدہ اٹھا کر اس سے کئے گئے وعدہ کہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" کو پورا کریں ورنہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے اسے تمہارے وجود کی ضرورت نہیں۔

ع نشہ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے

اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق سے نوازے آمین۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وعلیہ فلیتوکل المتوکلون۔

اس لمحہ فکریہ کے بعد میں اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں ہمارے سامنے مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی نظام حکومت کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ علمی طور پر یہ سوال نہ تو مبہم ہے اور نہ پیچیدہ۔ قرآن کریم اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات خلفاء راشدین صحابہ کرام کا تعامل اور ائمہ مجتہدین نے اس پر اتنا لکھا اور ایسی تحقیقات کیں کہ اس پر اضافہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور پھر پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد جو ان کی توضیحات کی گئیں تو اس کے ابہام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سوال کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ـــ

موجودہ حالات میں اسے عملی جامہ کس طرح پہنایا جا سکتا ہے یا بالفاظ دیگر اسے ہماری بحرانی کیفیت اور ہماری مشکلات کے حل کا ذریعہ کس طرح بنایا جا سکتا ہے۔

اس نقطۂ نظر سے چند معروضات پیش خدمت ہیں۔ چونکہ اسلامی نظام حکومت کا عملی نقشہ مطلوب ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ پہلے اسلامی ریاست کی تعریف پھر اس کے اغراض و مقاصد اور مملکت پاکستان کا مقصد وجود عرض کروں اور بعد میں چند تجاویز عرض کروں گا۔ جو موجودہ حالات میں اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے ممد اور کار آمد ہو سکیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اسلامی ریاست کی تعریف

"مسلمانوں کی وہ مملکت جو خالق کائنات کو تکوینی اور تشریعی سب امور میں مقتدر اعلیٰ تسلیم کرتے ہوئے ان کی نیابت کے طور پر اپنے نمائندوں کے ذریعہ تمام وسائل بروئے کار لائے اور قرآن وسنت میں بیان کردہ احکام الٰہی کو خلفاء راشدین کے تعامل اور ائمہ مجتہدین کے فیصلوں اور تشریحات کی روشنی میں عملاً نافذ کرنے کی کوشش کرے۔

تشریع: اسلامی نظام حکومت کی تشکیل کے چار ماخذ ہیں۔

۱۔ قرآن کریم
۲۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ خلفاء راشدین کا تعامل اور
۴۔ ائمہ مجتہدین کے فیصلے۔

۱۔ قرآن کریم: انی جاعل فی الارض خلیفہ۔

ترجمہ: میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

۲۔ وللہ ما فی السموات والارض وما فیھن وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔
پارہ ۷، رکوع ۶

ترجمہ: اسی کا ہے ملک آسمان اور زمین کا اور تمام چیزوں کا جو آسمان اور زمین میں ہیں اور وہی ہے ہر چیز پر قادر۔

۳۔ اس کے ساتھ فرمایا۔
ان الحکم الا للہ

ترجمہ: حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی اطاعت کا حکم

۱۔ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔
(سورۃ حشر پارہ نمبر ۲۸)

ترجمہ: جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔

۲۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا

للہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر۔ (سورۃ نساء پارہ نمبر ۵)

ترجمہ: اے ایمان والو کہا مانو اللہ کا اور رسول اللہ کا اور اپنے حاکموں کا بھی جو تم میں سے ہوں یعنی مسلمان ہوں۔ پھر اگر تمہارے آپس میں کسی حکم کے متعلق اختلاف ہو جائے تو اس کو حوالہ کرو اللہ اور رسول کے اگر تم اللہ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

تشریح نمبر ۱: آیت میں اولی الامر کا لفظ اپنے مفہوم لغوی کے اعتبار سے ہر اس جماعت کو شامل ہے جس کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور اور اجتماعی نظام ہو وہ علماء بھی ہو سکتے ہیں، اور حکام و امراء بھی۔

تشریح نمبر ۲: اللہ و رسول کے حوالہ کرنے کا مطلب اس کے سوا نہیں ہو سکتا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام تنازعات کے فیصلے کا معیار قرار دیا جائے۔ اور اس کی عملی صورت تمام فنی (ٹیکنیکل) مسائل کی طرح یہی ہو سکتی ہے کہ ماہرین کتاب و سنت کے فیصلوں کو آخری فیصلہ مانا جائے۔

نبی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ مشکوٰۃ

ایضاً ارشاد نبوی: الاسلام والسلطان اخوان توامان لا یصلح واحد منھما الا بصاحب . . . .

. . . .

. . . . کنز العمال

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الفصل بین الملل والنحل جلد چہارم ص۸۷ میں لکھا ہے۔ اتفق جمیع اھل السنۃ وجمیع المرجیہ وجمیع الشیعہ وجمیع الخوارج علی وجوب الامامہ وان الامۃ واجب علیھا الانقیاد لامام عادل اجراء احکام اللہ ولیسوسھم باحکام الشریعۃ التی اتی بھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: تمام اسلامی فرقے اس پر متفق ہیں کہ مسلمانوں کے نظم و نسق کے لئے امام کا تقرر واجب ہے اور یہ کہ امام عادل جو نبی علیہ السلام کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق احکام الٰہی جاری کرے اور اسی کے مطابق حکومت کرے اس کی تابعداری واجب ہے۔

اسلامی حکومت کے اغراض مقاصد

۱۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اور ہدایات کے مطابق انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا۔

۲۔ اپنے دائرہ اختیار میں حقوق اللہ و حقوق العباد کا تحفظ کرنا۔

۳۔ تمام باشندگان مملکت کو عدل و اعتدال پر قائم کرنا۔

۴۔ مملکت کے داخلی اور خارجی فتنہ و فساد کو رفع کرنا۔

۵۔ مسلمانوں کے لئے اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کا انتظام کرنا۔

۶۔ لوگوں کو بھلائیوں کا حکم اور برائیوں سے روکنا۔

۱۔ ولقد ارسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط۔

ترجمہ: ہم نے رسولوں کو معجزات دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اتاری تاکہ لوگ عدل اور اعتدال پر قائم رہیں۔

۲۔ الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔

(سورۃ بقرہ۔ پارہ ارکوع ۱۲)

ترجمہ: یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دے دیں تو قائم کریں نماز ادا کریں زکوٰۃ اور بھلائیوں کا حکم کریں اور برائیوں سے روکیں۔

قیام پاکستان کا مقصد

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اور اس کے قیام کے بعد پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا اعلان اور وعدہ کیا گیا اور اس کے مقتضیات اور مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ۹ مارچ ۱۹۴۹ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے قرارداد مقاصد کو منظور کیا اور جس کو بعد میں آنے والے پاکستان کے تمام دساتیر یعنی ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء نے اپنے رہنما اصولوں میں

شامل کیا اور پاکستان کی تمام عدالتوں نے اسے تسلیم کیا۔

اسلام اور طرز حکومت

۱۔ اسلام کے نزدیک طرز حکومت جمہوری شورائی ہے۔

۲۔ امیر مملکت کا عزل و نصب جمہور کے اختیار میں ہے جس کو وہ اپنے نمائندوں یعنی اہل حل و عقد کے ذریعہ استعمال کریں گے۔

۱۔ وامرھم شوریٰ بینھم۔

(سورۃ شوریٰ پارہ ۲۵)

ترجمہ: اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے۔

۲۔ وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔

(سورۃ آل عمران پارہ نمبر ۴)

ترجمہ: نبی علیہ السلام کو ارشاد ہے کہ ان سے مشورہ لے کام میں یعنی صحابہ کرام سے پھر جب قصد کر چکے تو اس کام کا تو بھروسہ کر اللہ پر اللہ کو محبت ہے توکل کرنے والوں سے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے ظاہر ہے کہ اس سے مراد مہمات امور ہیں کیونکہ معمولی کاموں کو مشورہ پر موقوف رکھنا بلاوجہ موجب تکلیف ہے۔ اور مہمات امور میں سب سے اہم کام وہ ہیں جس پر ملت کی اجتماعی زندگی کا مدار ہے۔ یعنی امور سلطنت۔

خلفاء راشدین کا تعامل اور ان کا انتخاب

ہر چہار خلفاء راشدین کا انتخاب باہمی مشورہ سے ہوا۔ بظاہر صورت کے لحاظ سے اگرچہ ہر چہار طریقے ایک دوسرے سے مختلف نظر آتے ہیں لیکن اصل الاصول امرھم شوریٰ بینھم کار فرما رہا۔

ارباب اقتدار اہل شوریٰ اور باشندگان ملک کی حیثیت اور ذمہ داری

باشندگان ملک عام اس سے کہ وہ راعی ہوں یا رعیت حاکم ہوں یا محکوم ان کی حیثیت اور ذمہ داری ملکی اور اجتماعی معاملات میں ایک امین کی ہے باشندگان ملک کا فرض ہے کہ بحیثیت امانتدار کے اقتدار کے لئے ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو اس کے اہل ہوں اور ارباب اقتدار اور شوریٰ کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں بحیثیت ایک امانت دار کے پوری دیانتداری سے پوری کریں اور یہ کہ وہ اختیارات کے مالک نہیں بلکہ امانت دار ہیں۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعاً بصیرا۔

(سورۃ نساء پارہ ۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس کا حکم دیتا ہے کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو اور یہ کہ جب لوگوں کا تصفیہ کیا کرو تو عدل اور انصاف سے کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم کو جس بات کی نصیحت کرتے ہیں وہ بات بہت اچھی ہے بلاشک اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب دیکھتے ہیں۔

آیت کریمہ میں حکم دیا گیا ہے کہ امانت اپنے مستحقین کو ادا کرو لفظ امانت کو جمع کے صیغہ سے لانا یہ بتلانا مقصود ہے کہ امانت کی اقسام بہت ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

المجالس بالامانۃ مجلس کی بات امانت ہے۔

یعنی کسی کی راز کی بات افشا کرنا امانت داری کے خلاف ہے۔ اسی طرح فرمایا: المستشار موتمن یعنی جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہے اس کا فرض ہے کہ اپنی دانست کے مطابق صحیح مشورہ دے۔ اس کے خلاف کرنے والا خائن شمار ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مالی امانت ایک امانت ہے اسی طرح جو ذمہ داری جس شخص کے ذمہ لگا دی جائے وہ بھی امانت ہے۔

صاحب، روح المعانی نے فرمایا:

ان الامانات جمع امانۃ یعم الحقوق المتعلقہ بذمم من حقوق اللہ تعالیٰ وحقوق العباد وقد روی ماید ل علی العموم عن ابن عباس وابی بن کعب وابن مسعود والبراء بن عازب وابی

جعفر وابی عبد اللہ۔

ترجمہ: امانات۔ امانت کی جمع ہے جو تمام حقوق واجبہ کو عام اور شامل ہے خواہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد اور امانت کے یہ عام معنی حضرات، صحابہ کرام کی ایک جماعت سے منقول جن کے اسمار گرامی یہ ہیں۔ مثلاً ابن عباس ابی بن کعب، ابن مسعود براء بن عازب ابوجعفر ابوعبداللہ۔

آیت کریمہ سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے۔

۱۔ جس طرح اولو الامر کو یہ حکم ہے کہ یہ منصب ایک' امانت ہے اور اس کی صحیح ذمہ داری پوری کرنا ان کا فریضہ ہے اسی طرح قوم کا فرض ہے کہ انتخاب امیر اپنی ذمہ داری کو مکمل دیانتداری سے پورا کریں۔ تا کہ ان کے ووٹ کے ذریعہ سے کوئی نا اہل اور غیر مستحق شخص اس مقام تک نہ پہنچ پائے۔

۲۔ الی اھلھا کی تصریح سے معلوم ہوا کہ ہر شخص ہر عہدہ اور ہر منصب، کا اہل نہیں۔

۳۔ اس کی مزید تفصیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت میں ہے جس کو مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قال بینما النبی صلے اللہ علیہ وسلم یحدث اذجاء اعرابی فقال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ۔ رواہ البخاری

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام ہمارے درمیان باتیں کر رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور پوچھا کہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا کہ جب امانت ضائع ہونے لگے تو قیامت کا انتظار کیجئے۔ اعرابی نے اس کی تفصیل دریافت کی کہ امانت کی اضاعت کیسے ہوگی آپ نے فرمایا کہ جب حکومت امارۃ اختیارات غیر اہل کے سپرد کئے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں الی غیر اھلہ کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں۔

ای من لم یوجد فیہ شرائط الاستحقاق کالنساء والصبیان والجھلۃ والفسقۃ والبخیل والجبان ومن لم قرشیا ولو کان من نسل سلاطین الزمان ھذا فی الخلیفہ۔ وقس علیٰ ھذا سائر اولی الامر والشان وارباب المنصب من التدریس والامامہ والخطابۃ وامثال ذالک مرقات شرح مشکوٰۃ۔

قرآن کریم اور احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اجتماعی کاروبار ان کی قیادت امارت اور استعمال اختیارات کے لئے سب سے مقدم اور اہم ترین شرط اس کی اہلیت ہے۔ نااہلوں کی سپردگی کے بعد کسی کام سے بھلائی اور کامیابی کی توقع کرنا احمقوں کی دنیا میں رہنے کے مترادف ہے۔

دستور پاکستان ۱۹۷۳ء میں درج ذیل اعلانات کئے گئے ہیں۔

۱۔ اس مملکت کی حاکمیت اعلیٰ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہے۔

۲۔ ملک، کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔

۳۔ اس ملک، کی قانون سازی قرآن وسنت کے مطابق ہوگی۔

اسلام کے بتلائے ہوئے ان مقاصد حسنہ کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک باکردار صالح صحیح نمائندہ حکومت اور شوریٰ کا قیام عمل میں لایا جائے جبکہ پاکستان کی اصل مشکل اس سے محرومی ہے۔

گذشتہ متعدد انتخابات کے تلخ تجربات

۱۔ الیکشن جیتنے کے لئے ہر قسم کے غیر اخلاقی غیر اسلامی اور غیر قانونی ہتھکنڈوں کا عام استعمال۔

۲۔ بے دریغ دولت، دھونس، دھاندلی اور برادری کے ذریعہ نتائج کو اپنے حق میں کرنا۔

۳۔ جس کے نتیجے میں اسمبلی کی کارکردگی قابل رشک نہیں رہی۔

۴۔ اور اس سے بھی زیادہ قابل افسوس یہ کہ محروم القسمت جماعتوں کا الیکشن کے نتائج سے غیر قانونی طور پر انکار کر کے ایجی ٹیشن کا راستہ اختیار کرنا۔

اس لئے صحیح رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے باکردار اور باصلاحیت دیانتدار حکومت کو بروئے کار لانے کے لئے ان خامیوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اس سے قطع نظر کہ طرز حکومت صدارتی ہو یا پارلیمانی۔ سب کے لئے اولین ضرورت اس امر کی ہے کہ ارباب اقتدار نیز شوریٰ اور پارلیمنٹ، کے اراکین کی اہلیت کے لئے درج ذیل شرائط مقرر کئے جائیں تا کہ اپنے معیاری مشوروں سے ملک کی صحیح رہنمائی کا حق ادا کر سکیں۔

۱۔ مجلس شوریٰ کا امیدوار گریجویٹ یا درس نظامی کا فاضل ہو۔

۲۔ وہ اخلاقی جرم کی پاداش میں سزا یافتہ نہ ہو۔

۳۔ پولیس کے ریکارڈ میں کبھی مشتبہ یا بستہ ب یا نمبر ۱ کا بدمعاش نہ رہا ہو۔

۴۔ اس کی شہرت عام طور پر خراب نہ ہو۔

۵۔ پابند صوم وصلوٰۃ ہو۔

۶۔ چالیس سال کی عمر سے کم نہ ہو۔

۷۔ انتخاب کی امیدواری سے تین سال قبل پاکستان کی شہریت حاصل کر چکا ہو۔

صدر مملکت کی اہلیت کے شرائط

۱۔ مرد ہو۔

۲۔ مسلمان ہو۔

۳۔ عاقل ہو۔

۴۔ اخلاقی جرم میں سزا یافتہ نہ ہو۔

۵۔ پولیس کے ریکارڈ میں کبھی بستہ ب یا بدمعاشی کی لسٹ میں نہ رہا ہو۔

۶۔ چالیس سال سے کم عمر نہ ہو۔

۷۔ سالم الاعضاء اور سالم الحواس ہو۔

۸۔ اسلام کے احکام اور عقائد کا ضروری علم رکھتا ہو۔

۹۔ اسلام کے فرائض کا پابند اور کبائر سے اجتناب کر رہا ہو۔

۱۰۔ مملکت پاکستان کی سالمیت بقا اور نظریئے کے خلاف تحریک میں شریک نہ رہا ہو۔

۱۱۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ سیاستدان اور امور مملکت کا تجربہ رکھتا ہو۔

ووٹر کے لئے شرائط

۱۔ اخلاقی جرم میں سزا یافتہ نہ ہو۔

۲۔ پولیس کے ریکارڈ میں بدمعاش نہ رہا ہو۔

۳۔ اپنا نام لکھنا جانتا ہو۔

۴۔ امیدوار کا نام پڑھ لکھ سکتا ہو۔

چونکہ اس وقت کے حالات غیر تسلی بخش ہیں اس لئے اس پہلے الیکشن میں عورتوں کے ووٹ بالکل نہ ہوں کیونکہ بہت زیادہ دھاندلی مستورات کے پولنگ اسٹیشن پر ہوتی ہو۔

۵۔ عمر ۲۱ سال سے کم نہ ہو۔

۶۔ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو۔

پارلیمانی یا صدارتی طرز حکومت

پارلیمانی طرز حکومت کو اگرچہ کلیتہً اسلام کے خلاف تو نہیں کہا جا سکتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انتخابات میں بدعنوانیوں کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب پارلیمانی طرز حکومت ہے۔

۱۔ ہر امیدوار کا نقطۂ نظر حکومت کا منصب حاصل کرنا ہوتا ہے۔

۲۔ یا کم از کم حکومتی پارٹی سے انسلاک ہوتا ہے جس کی وجہ سے آئے دن وفاداریاں بدلتی رہتی ہیں۔

۳۔ جس کا نتیجہ حکومت کا عدم استحکام ہوتا ہے ایک دوسرے کے خلاف ایوان کے اندر اور باہر سازشیں ہوتی رہتی ہیں۔

۴۔ برسر اقتدار گروہ اپنے اقتدار کو طول دینے اور مستحکم کرنے کے لئے قانون سازی میں قومی مفاد کے خلاف صرف اپنی پارٹی کے مفادات کے لئے مداخلت بے جا کرتی رہتی ہے جس کی قریب اور بدترین مثال ۱۹۷۳ء کے آئین میں پیپلز پارٹی کی غیر آئینی اور غیر اخلاقی یک طرفہ ترامیم میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اس کے برعکس مروجہ حکومتوں میں سے ——

۱۔ وفاقی صدارتی طرز حکومت اسلام کے مزاج منشاء اور خلفاء راشدین کے طرق حکومت کے زیادہ قریب تر ہے۔

۲۔ میرے نزدیک، ہمارے حالات واقعات اور قومی استحکام بھی اسی کا متقاضی ہے کہ یہاں صدارتی طرز حکومت ہو۔

۳۔صدر اور اراکین شوریٰ کی اہلیت کی شرائط کے ساتھ ساتھ عدلیہ انتظامیہ، مقننہ اپنے دائرہ کار میں با اختیار ہو۔ عدلیہ کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے باہمی ارتباط کے لئے قواعد وضع کئے جا سکتے ہیں صوبوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایوان بالا کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن اس میں ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں بہت بڑی ترمیم کرنی ہوگی جس کے لئے میرے خیال میں کم ازکم ملک کی وفادار رجسٹرڈ شدہ جماعتوں کو اعتماد میں لینا ضروری ہے یا بصورت دیگر اہل ملک کی رائے بطور ریفرنڈم حاصل کرنا ضروری ہوگا اور اگر پارلیمانی طرز حکومت برقرار رکھنا ہو۔ جیسا کہ موجودہ دستور میں ہے تو اس شکل میں موجودہ دستور میں تین ترامیم کی ضرورت ہے جو معمولی قسم کی ترامیم کہلائی جاسکتی ہیں۔

۱۔صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں توازن۔

۲۔صدر اور اراکین پارلیمنٹ کی اہلیت کی شرائط۔

۳۔متناسب نمائندگی کے طریقہ پر انتخابات۔

۴۔انتخابات کے بعد ملک کو دوبارہ بحران اور مارشل لاء سے بچانے کے لئے الیکشن کمشنر کی ہیئت میں تبدیلی۔ جس کی صورت یہ ہوسکتی ہے۔ کہ الیکشن کمشنر کی بجائے ایک با اختیار الیکشن بورڈ ہو۔ جس کے درج ذیل اراکین ہوں ——

۱۔چیف کورٹ کا چیف جسٹس۔

۲۔ملک کی تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر۔

۳۔ہر تینوں افواج کے سربراہان یعنی بری بحری اور فضائی افواج کے سربراہان۔

۴۔ہر چہار صوبوں کے بار ایسوسی ایشن صدور۔

۵۔وفاق المدارس، تنظیم المدارس، جامعات سلفیہ اور جامعات جعفریہ کے صدور۔

۶۔مجلس شوریٰ کے چیئرمین۔

یہ بورڈ الیکشن کے متعلق تمام امور میں مکمل با اختیار ہو الیکشن میں بدعنوانی کے مرتکبین کو موقعہ پر سزا دے کر اس کے انتخاب کو فوری طور پر ختم قرار دے اور باقی ماندہ اگر ایک سے زائد امیدوار ہوں تو مقابلہ جاری رہے ورنہ دوسرے مقابل کو بلا مقابلہ کامیاب قرار دیا جائے۔

۷۔الیکشن کے دوران جلسے جلوس کلیتہً بند ہوں امیدوار کا تعارف ریڈیو، ٹیلیویژن اخبارات کے ذریعہ کرایا جائے۔ خلاف ورزی پر اس کی امیدواری ختم کرائی جائے۔

۸۔الیکشن کا نتیجہ تسلیم نہ کرنے والے تخریب کاروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

۹۔نیز اس کے نتائج کو تسلیم کرانے کے اقدامات کے لئے بورڈ فیصلہ کرنے کا مجاز ہو۔

۱۰۔اگر ملک کے اندر ہنگامی کیفیت ہو تو اس کا فیصلہ کرنے کا مجاز بھی متعلقہ بورڈ ہی ہوگا۔

نوٹ: چونکہ اس وقت ملک کے حالات غیر یقینی ہیں اس لئے پہلا انتخاب بڑے محدود پیمانے پر کرایا جائے اس میں ووٹ کا حق تمام تعلیم گاہوں کے اساتذہ دینی مدارس کے اساتذہ ان کے مجالس شوریٰ، وکلاء فوج اور سول حکام سند یافتہ علماء سند یافتہ حفاظ قرآن مجید سیاسی جماعتوں کے عہدہ دار اور مجالس شوریٰ۔ مزدور یونینوں کے عہدہ دار طلبہ کاشتکاروں۔ زمینداروں تجارت صنعتکار وغیرہ انجمنوں کے تمام عہدہ داروں۔ دینی جماعتوں کے عہدہ دار اور اراکین شوریٰ وغیرہ۔ اس بدعنوانیوں کا انسداد ممکن ہو جائے گا۔ ان کے ذریعہ وجود میں آنے والی اسمبلی ترمیمات جو چاہے کرے۔

افسوس ہے تجھ پر کہ تو ظاہر میں اپنے عبادت خانہ میں بیٹھا ہے اور تیرا دل لوگوں کے گھروں میں سیر کر رہا ہے اور اُن کے آنے کے لئے منتظر رہتا ہے کہ وہ تیری طرف ہدیے اور تحفے لاویں۔

نصائح غوث اعظمؒ

مرسلہ: قمر ضیاء، ٹیکسلا

سیرالیون

الشیخ احمد صالح محامیری
اردو ترجمہ
الشیخ محمد الیاس فیصل

۸۰ فیصد مسلم آبادی، نظام تعلیم اور نظام حکومت پر غیر مسلم تسلط، آخر کیوں؟ آئیے ہم اس ملک کی بابت بعض اہم معلومات حاصل کریں۔ تاکہ اس کی روشنی میں اپنے انفرادی و اجتماعی کردار کی تعیین کر سکیں "سیرالیون" کی بابت یہ معلومات جناب "احمد صالح محامیری" کی مرتب کردہ ہیں، قارئین خدام الدین کے لئے ان کا اردو ترجمہ پیش خدمت ہے۔

تلخیص و ترجمہ: محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

سیرالیون: ۱۴۴۰ عیسوی میں ایک پرتگالی سیاح "ڈاسنٹرا" جب ساحل سمندر پر پہنچا، تو اس کے سامنے بلند و بالا پہاڑ تھے اور گرجنے برسنے بادل، بجلی کی کڑک سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پہاڑوں میں شیر چنگھاڑ رہے ہوں۔ اس پس منظر میں "ڈاسنٹرا" نے اس علاقہ کو "سیرالیون" کا نام دیا جس کا معنیٰ ہے "شیروں کا پہاڑ"۔ ۱۹۶۱ء میں "سیرالیون" نے برطانوی استعمار سے آزادی حاصل کی۔

محل وقوع اور رقبہ: سیرالیون کے مغرب و جنوب میں محیط اطلسی، مشرقی جانب میں لیبیریا، اور شمال میں غینیا واقع ہے۔ ۲۷۹۲۵ مربع میل رقبہ پر مشتمل ہے۔

آبادی: ۳۰ لاکھ ہے۔ جن میں مختلف قبیلے ہیں۔ سب سے بڑا قبیلہ "تمنی" ہے، دوسرا بڑا قبیلہ "لمبا" ہے پھر "مندی" اور "لوکو" دیگر اہم قبائل ہیں۔

موسم: اس ملک کے دو بنیادی موسم ہیں، چھ ماہ مسلسل بارشیں ہوتی رہتی ہیں اور چھ ماہ موسم خشک رہتا ہے۔

مسلم آبادی: ۱۹۲۰ء کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ سیرالیون میں مسلم آبادی کا تناسب ۴۰٪ کے قریب تھا جس میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا، ۱۹۷۲ء کی رائے شماری کے مطابق یہ تناسب ۷۵٪ تک پہنچ چکا ہے اور اس امر کی تصدیق مقامی وزیر اجتماعیات نے کی ہے۔ جبکہ حقیقی تناسب ۸۰٪ سے بھی زائد ہے

اسلام سیرالیون میں:

سیرالیون میں تعارف اسلام کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے مرحلہ میں اسلام کا تعارف غینیا، نائیجیریا، سینگال اور موریتانیا کے مسلم تاجروں کی آمد و رفت سے ہوا، حتیٰ کہ اگر کوئی سیرالیونی اپنے آپ سے کسی تہمت کو رفع کرنا چاہتا تو محاورۃً صرف یہ کہتا کہ "میں مسلمان ہوں" اور یہ سب کو معلوم تھا کہ مسلمان شریف و پاکباز لوگ ہوتے ہیں۔ یہ زمانہ سولھویں صدی سے اٹھارھویں صدی تک کا ہے۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے جس میں اہل سیرالیون کو مسلمانوں سے قریبی واسطہ پڑا۔ اور وہ یوں کہ غینیا کے بت پرستوں نے مسلمانوں کے خلاف کچھ اشتعال انگیز کارروائی کی۔ نتیجۃً ۲۲ مسلم قبائل نے اُن کے خلاف جہاد کیا اور انہیں غینیا حدود سے باہر سیرالیون میں نکال دیا، اسی دوران بعض مسلمان بھی وہیں آباد ہو گئے۔ ان کے رہن سہن معاملات میں صفائی و سچائی سے متاثر ہو کر لوگ مسلمان ہونے لگے۔ اسی دوران جس چیز نے اہل سیرالیون کو مسلمانوں کے بہت قریب کر دیا وہ یہ تھی کہ مسلمانوں نے اہل سیرالیون کو پرتگالی اور انگریزی استعمار سے آزاد کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا اور ۱۹۶۱ء

میں ملک آزاد ہو گیا۔ جس سے بہت سے قبائل اور اُن کے سردار مسلمان ہو گئے۔

مسلم ثقافت: سیرالیون میں دو قسم کی ثقافتیں موجود ہیں۔ (۱) انگریزی ثقافت، بشمول زبان و افکار، جس کو پھیلانے کے لئے سینکڑوں اسکول اور مشنری ادارے سرگرم عمل ہیں۔ جبکہ سیرالیون کے مسلمان اسلام کی تفصیلی تعلیمات سے ناآشنا ہیں اور جو مسلمان دیگر ملکوں سے آکر آباد ہوئے وہ خود بھی علمی میدان میں اتنے آگے نہیں۔ اس کے باوجود اکثر علاقوں میں ابتدائی تعلیمی مدارس کھولے گئے ہیں۔ مطبوعہ کتب کے فقدان و قلت کے سبب اساتذہ طلباء کو ہر روز کا سبق تختیوں پر لکھ دیتے ہیں اور طلباء اس کو یاد کر لیتے ہیں، دوسرے دن پھر نیا سبق لکھ کر دیا جاتا ہے (اور یہی طریق کار دیگر افریقی ممالک میں بھی رائج ہے) تا آنکہ وہ بچہ ناظرہ قرآن مکمل کرے اور بعض سورتیں یاد کرے۔ ایسے بچہ کو 'الفا' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اب اگر وہ مزید تعلیم حاصل کرنا چاہے تو تفسیر و ترجمہ قرآن کریم اور فقہ مالکی کی بعض کتب اور دیگر علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ دس سالہ کورس کی تکمیل کے بعد اس کی دستار بندی ہوتی ہے اور اس کو چارپائی پر بٹھا کر لوگ خوشی خوشی کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ اور اس کو شہر میں گھماتے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ اُن کا علمی و مذہبی قائد ہے۔

مقامی زبانیں: ہر قبیلہ کی اپنی زبان ہے اور اسی نام سے وہ قبیلہ مشہور ہے۔ مسلم قبائل کی مشہور زبانیں ۱۔ تمنی ۲۔ مندی ۳۔ لمبا ۴۔ لوکو ۵۔ شربرو ۶۔ سوسو ۷۔ مادنیکا ۸۔ کرانکو اور ۹۔ کیسی ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسلم قبائل کا اجتماعی رجحان عربی زبان کی طرف بڑھ رہا ہے، نیز وہاں کی موجودہ اجتماعی زبان "کریول" ہے جو کہ انگریزی کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ چونکہ تاحال سیرالیون کی سرکاری زبان انگریزی ہے سیرالیونی مسلمانوں میں اب انگریزی پڑھنے کا رجحان بڑھ رہا ہے لیکن یہ خطرہ بہرحال نوخیز ہے کہ نوخیز ذہن کو جب عیسائی پادریوں کے پاس مشنری اسکولوں میں بھیجا جائے گا تو وہ اس زہریلی فضا سے متاثر ہو گا۔

اجتماعی رفاہی تنظیمیں: "سیرالیون مسلم کانگرس" قائم شدہ ۱۹۲۸ء — ایک عرصہ سے کسی اجتماعی تنظیم کی ضرورت شدید ہو رہی تھی تاکہ مسلمانوں کے اجتماعی حقوق کا تحفظ ہو اور اجتماعی معمولات میں ہم آہنگی ہو (رمضان و عیدین کے چاند کا اعلان اجتماعی طور پر ہو) انہیں مقاصد کے حصول کے لئے اس تنظیم کی تشکیل ہوئی جس کے سربراہ "سید المامی سنوسی" تھے۔ قادیانی مرزائیوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور اس تنظیم پر ڈورے ڈالنا شروع کر دئے کہ اس کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکے۔ انگریزی استعمار نے بھی اپنا رسوخ استعمال کیا نتیجۃً یہ تنظیم کوئی اجتماعی کردار ادا کرنے کی بجائے داخلی مسائل میں اُلجھ کر رہ گئی۔ مگر کانگرس نے ایک اسلامی ہائی سکول قائم کیا مگر وہ بھی قادیانیوں کے دائرۂ اختیار میں چلا گیا۔

سیرالیون مسلم برادری: سیرالیون میں سینکڑوں عیسائی مشنری ادارے سرگرم عمل تھے، اور اسلامی تربیت و تعلیم کی کوئی منظم صورت نہ تھی، ادھر سیرالیون مسلم کانگرس قادیانی ریشہ دوانیوں کا شکار ہو کر رہ گئی تھی، تو ۱۹۶۱ء میں بعض مخلص مسلمانوں نے "ماکبورکا" میں "سیرالیون مسلم برادری" کی بنیاد رکھی تنظیم کے تاسیسی اجلاس میں مختلف علاقوں کے دس ہزار افراد نے شرکت کی۔ اس تنظیم نے دس سال میں ستر سے زائد اسلامی پرائمری سکول کھولے جن میں وزارت تعلیم کے منظور شدہ کورس کے ساتھ عربی زبان اور اسلامیات کو بھی شامل کیا۔ دو اسلامی ہائی سکول اور اساتذہ کی تربیت کا ایک ادارہ قائم کیا۔ اس تنظیم کے پیش نظر ایک طرف تو کام کا وسیع میدان ہے، دوسری طرف اقتصادی مشکلات ہیں اور ساتھ ہی ساتھ غیر مسلم عناصر کی پیدا کردہ مشکلات کا مقابلہ ہے۔

جمعیۃ ایمانیہ: قبیلہ تمنی کے تعاون سے شیخ جبریل سیسی نے ۱۹۳۸ء میں اس تنظیم کی بنیاد رکھی، جس کا اہم کارنامہ

الجلیل یونیورسٹی کا قیام ہے جو کہ فری ٹاؤن کی بڑی یونیورسٹی ہے ساتھ ہی "مدرسہ ایمانیہ" قائم ہے، دونوں اداروں کے طلباء اسلامی اصولوں پر کاربند اور اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہیں۔ اس تنظیم کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ سیرالیون میں آنے والے علماء سے قریبی رابطہ رکھتی ہے اور اُن سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ دعوۃ و تبلیغ میں ممکنہ تعاون بھی کرتی ہے۔ (علاوہ ازیں اور بھی چھوٹی چھوٹی تنظیمیں ہیں جو اپنے وسائل اور خلوص کے مطابق میدان میں سرگرم عمل ہیں)

تعلیمی نظام: اکثر بڑی مساجد کے ساتھ ایک تعلیمی ادارہ قائم ہے، جو متعلقہ قبیلہ یا تنظیم کی طرف منسوب ہے اور سیرالیون میں مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے بڑے مراکز یہی ادارے ہیں۔ نکاح، عقیقہ، جھگڑوں کی مصالحت، جلسوں کا اہتمام یہیں ہوتا ہے۔ وہاں کے لوگ زکوٰۃ کا مال بھی امام مسجد کو پیش کرتے ہیں اور وہ مستحقین میں تقسیم کر دیتا ہے۔ تعلیمی نظام میں مالی ضروریات طلبہ کی فیس، اور چندے سے پوری کی جاتی ہیں۔

مشہور تعلیمی ادارے:

۱۔ جامعہ عتیق: نیجیریا کے "یوربا" مسلم قبیلہ نے اس کی تعمیر کی۔ جہاں انگریزی و عربی تعلیم کا امتزاج ہے۔

۲۔ جامعہ فولا ٹاؤن: ایک صدی قبل یہ عمارت مسلمانوں نے عیسائیوں سے خریدی، اور تعلیمی مرکز بنایا۔

۳۔ جامعہ جبیل: ۱۹۴۰ء میں قائم ہوا اسلامی تعلیم و ثقافت کے رنگ میں رنگا ہوا ماحول ہے۔

۴۔ جامعہ قدس: ۱۹۵۳ء میں گیمبیا سے آنے والے مسلم تاجروں نے بنایا۔

۵۔ جامع الامین قبیلہ لمبا کے مخلصین نے ۱۹۵۰ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس جامعہ نے قبیلہ لمبا میں اسلام پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔

۶۔ جامع کونگو کرس: ایک پادری "مسٹر کول" نے خواب میں دیکھا کہ اُس کے سامنے ایک خوبصورت باغیچہ ہے اور اسے کہا جا رہا ہے کہ اگر تو اسلام لائے تو یہ تیرا ہے، وہ پادری صبح کو اسلام لے آیا اور یہ جامعہ تعمیر کرایا۔

سیرالیون میں مسلمانوں کے حقوق: استعماری دور میں مسلمانوں کو سرکاری طور پر کچھ حقوق حاصل نہ تھے، موجودہ حکومت میں انہیں مندرجہ ذیل حقوق حاصل ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کو اسلامی تنظیمیں اور وزارت تعلیم سے منظور شدہ اسکول کھولنے کی اجازت ہے۔

۲۔ عیدین کی سرکاری چھٹی ہو گی۔

۳۔ مسلم ملازمین کو نماز جمعہ کے لئے وقفہ کی اجازت ہے۔

۴۔ ہر جمعہ کی شام کو "ٹی وی اسٹیشن" سے اسلامی تعلیمات کے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔

۵۔ عدالت میں ٹوپی پہن کر جانے کی اجازت ہے۔

۶۔ پولیس میں مسلمان روزہ داروں کو صبح کی ورزش سے مستثنیٰ قرار دیا جاتا ہے۔

۷۔ سرکاری پروگراموں کا آغاز پادری کے کلمات اور عالم کی تلاوت سے ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ اب تک مسلمانوں کا قبرستان علیحدہ نہیں۔ اور عدالت میں ان کے فیصلہ غیر اسلامی اصولوں کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔

قادیانیوں کی سرگرمیاں: انگریزی استعمار نے اس خود کاشتہ پودے کو ہر جگہ پہنچایا تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اسلام کے نام پر اسلام سے دُور کر دیا جائے، اس حقیقت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ کہ پہلی عالمی جنگ کے دوران قادیانی سیرالیون پہنچے جبکہ انگریزی استعمار کی طرف سے کسی بھی مسلمان مبلغ کو سیرالیون جانے کی اجازت نہ تھی۔ برطانوی استعمار کے زیر سایہ مرزائیوں نے دس پرائمری اسکول اور پانچ ہائی اسکول، اور ایک لائبریری قائم کی، اور ایک پریس لگایا۔ اس طرح بہت سے لوگ گمراہی کے اندھیروں میں جا گرے۔

شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خصوصی احکام کے تحت مسلم مبلغین بھیجے تاکہ اس فتنہ کا سدباب ہو سکے۔ الحمد للہ کہ مسلمان مبلغین کی کوشش سے بہت سے لوگ راہ راست پر آئے، اور مرزائی مکر و فریب کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

(باقی ۱۳ پر)

حضرت الشیخ کے ایک عقیدت مند

کا

دوسرے عقیدت مند کے نام خط

المدینۃ المنوّرہ زادھا اللہ شرفاً کرماً

جمعہ بعد عصر ۱۸ شعبان ۱۴۰۲ھ

مکرمی و مخدومی و معظمی جناب صوفی محمد اقبال صاحب مدفیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

بحمد اللہ تعالیٰ مع الخیر ہوں اور نیک خیریت کا طالب!

بزرگوں خصوصاً مخدومی و معظمی و مکرمی جناب مولانا طلحہ صاحب جانشین حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ و مکرمی و مخدومی جناب مولانا عبدالحفیظ صاحب کے حکم و ارشاد پر چند باتیں تحریر قلم ہیں کہ ہم جیسے عاصی اور گناہ گاروں کے لیے حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے فیوض و برکات اور انوار سے فیضیاب ہونے کا ہمیشہ کے لیے باعث ہو۔

تقریباً چودہ سال کا واقعہ ہے۔ (اس وقت مَیں حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ سے بیعت نہیں ہوا تھا) کہ ہمارے مخلص دوست جناب الحاج عبدالحمید بھوپالی صاحب نے مجھے ایک کتاب حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف فضائلِ درود عنایت کی۔ عموماً رات یا دوپہر کو سونے کے وقت پڑھتا تھا۔ آخری روز جب کتاب ختم پر تھی، تو وضو کر کے فضائل درود کتاب پڑھ کر سو گیا۔ (نیت کر کے کہ اللہ تعالیٰ خواب میں کچھ دکھلائے) نیند میں دیکھتا ہوں کہ قیامت برپا ہے اور روزِ محشر ہے — شدتِ پیاس سے لوگ آبِ کوثر کیطرف بھاگ رہے ہیں اور بے انتہا اور بے حد بھیڑ ہے۔ جو بیان سے باہر ہے — اژدھام اور بھیڑ کی وجہ سے مَیں بالکل کنارے پر ہوں اور حوضِ کوثر پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہیں۔ سرورِ کائنات، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم نے دستِ مبارک کو دراز کر کے ایک چاندی کے سفید پیالہ میں مجھے آبِ کوثر دیا۔ جسے مَیں نے پیا۔ سبحان اللہ! قربان جاؤں اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ اور اُن کے اس برگزیدہ اور پاک ولی پر۔ فوراً خیال آیا جب مجھ جیسے عاصی گناہ گار بندہ کو ایکبار فضائل درود شریف پڑھنے پر یہ ملتا ہے تو مصنف فضائل درود شریف کے رُتبہ اور مرتبہ کا کیا کہنا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے۔ اللّٰھم زد فزد۔

تقریباً بارہ سال قبل کا واقعہ ہے کہ مولانا ہارون صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مخدومی و معظمی مولانا طلحہ مدظلہٗ العالی مع متعلقین کے حج پر تشریف لائے، تو بندہ بندرگاہ سے سیدھا اپنے غریب خانہ لایا اور چند گھنٹوں کے قیام کے بعد مکۃ المکرمہ چلے گئے۔ اس موقعہ پر عاصی بندہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ نے مجھ سے فرمایا کہ سنو، میرا جانشین خلیفہ مولانا ہارون یا مولوی طلحہ سلمہ اللہ تعالیٰ ہوں گے اور تم میرے ہو اور میرے اہل سے ہو۔ مولانا ہارون رحمۃ اللہ علیہ

کی وفات کی خبر مجھ گناہگار کو بذریعہ ٹیلی فون مکۃ المکرمہ مدرسہ صولتیہ میں دی تھی۔ ان کی وفات کے بعد مولانا طلحہ صاحب مدظلہٗ العالی ہی جانشین رہ گئے۔ اس خواب کو دیکھے ہوئے اور حضرت قدس اللہ سرہٗ کے وصال میں کافی مدت کا وقفہ ہے۔ اس دوران میں کچھ نہیں تو سو بار مَیں نے سوچا کہ اس خواب کا تذکرہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ یا خصوصاً مولانا طلحہ صاحب دامت برکاتہم یا حضرت شیخ کے خاص خلفاؤں یا خادموں سے کروں۔ مگر جب بھی اس خواب کو لب پر لانا چاہتا تھا حضرت خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا واقعہ قلب میں نظر آ جاتا اور ایک حجاب بن کر ہماری زبان بند ہو جاتی اور مَیں اس خواب کو دل ہی دل میں چھپا دیتا۔

واقعہ یوں ہے کہ ایک بار حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خوب روئیں اور پھر ہنسیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اُمّ المؤمنین نے وجہ دریافت کی تو وہ خاموش رہیں اور نبیٔ کریم رحمۃ اللعالمین صلّی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خاتونِ جنّت نے واقعہ لوگوں کو بتایا۔ اسی طرح حضرۃِ شیخ قدّس اللہ سرّہٗ کی وفات کے بعد میری زبان سے خواب کا واقعہ سب سے پہلے مولانا طلحہ صاحب مدظلہٗ العالی کو سنایا اور پھر تو بہت سے بزرگوں اور دوستوں کو سنایا۔

③ ۲ر شنبہ یکم شعبان (حضرت شیخ قدّس اللہ سرّہٗ کے وصال کے دن) کو صبح کی نماز اور اشراق کے بعد سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ حسبِ معمول حضرت پلنگ پر آرام فرما ہیں بالکل تنہا ہیں۔ بہت ہی خوش اور چہرہ پُرنور ہے۔ حضرت شیخ قدّس اللہ سرّہٗ نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے بلایا۔ مَیں پلنگ کے بالکل قریب آ گیا، تو حضرت قدس اللہ سرّہٗ نے فرمایا کہ سنو "مَیں اللہ کے پاس جا رہا ہوں۔" چہرہ پُرنور اور خوشی سے چمک رہا ہے۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضرت موت برحق ہے، لیکن آپ کی طبیعت گذشتہ دنوں سے ہمیشہ خراب ہوتی رہی ہے۔ کبھی بہت زیادہ خراب ہو گئی۔ حتیٰ کہ جب آپ ہندوستان میں تھے، تو ہم سب لوگ مایوس ہو چکے تھے، تو حضرت شیخ قدّس اللہ سرّہٗ مسکرائے اور فرمایا کہ تم ہم کو بہلاوا دیتے ہو۔ مَیں تو اللہ کے پاس جا رہا ہوں۔ پھر غالباً بیداری یا نیم بیداری میں کہا گیا کہ مخدومی و مکرمی جناب حضرت جی (مولانا انعام الحسن صاحب) قاضی عبدالقادر صاحب، مولانا عبدالحفیظ صاحب اور مولانا محمد سعید صاحب کے ساتھ تم آنا۔ نیند سے اُٹھنے کے بعد میں کھویا کھویا سا رہا اور سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کروں۔ فوراً ٹیلی فون کیا تو مکرمی و معظمی داؤد ساعاتی صاحب سے باتیں ہوئیں (خواب کا تذکرہ قطعاً نہیں کیا) انھوں نے بتایا کہ حضرت جی اور مولانا نصیر احمد صاحب وغیرہ اجتماع میں بلجیم گئے ہوئے ہیں اور ۴ر جولائی کو آئیں گے۔ اور مولانا عبدالحفیظ صاحب اپنے والد صاحب کے علاج کے سلسلہ میں ہندوستان گئے ہوئے ہیں۔

یکایک رات کو داؤد بھائی نے ٹیلی فون سے بتایا کہ آج ہی حضرت شیخ قدس اللہ سرّہٗ کا وصال ہو گیا اور تجہیز و تکفین عشاء کے وقت ہے۔

مَیں نے لاکھ کوشش کی کہ پہنچوں، لیکن حضرت جی مدظلہٗ العالی کے بعد ہی جنت البقیع کی حاضری ہوئی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت قدّس اللہ سرّہٗ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ دیکھو، مُردوں کو تین دن کے بعد رونا جائز نہیں۔ فوراً ہی آنکھیں خشک ہو گئیں اور دل قابو میں آ گیا۔

④ اس قدر قریب و نزدیک ہوتے ہوئے تجہیز و تکفین اور آخری حاضری کا اتنا قلق اور دلی افسوس و صدمہ تھا کہ بیان سے باہر۔ الحمد للہ چوتھے ہی دن خواب میں دیکھتا ہوں۔ شیخؒ کا وصال ہو گیا اور شیاطین و بلائیں بادل کی طرح ہمارے اِدھر آ رہی ہیں۔ ابھی کچھ دور ہی ہیں کہ میں خواب ہی میں کہتا ہوں کہ بیشک ہمارے شیخ کا وصال تو ہو گیا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اولیاء اللہ دنیا سے تو بے شک چلے جاتے ہیں، مگر ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ حیات ہی کی طرح موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخؒ نور کی صورت میں (جسدِ خاکی میں) بڑی تیز رفتاری سے سامنے سے ہماری

طرف آ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تم نے بالکل صحیح کہا، ہمارا فیض حیات سے بھی زیادہ موت کے بعد قائم و دائم ہے اور فوراً ہی سارے شیاطین اور بلائیں ہوا اور بادل کی طرح چھٹ کر غائب ہو گئیں۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! حضرت شیخ قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے فیوض و برکات کو اللہ تعالیٰ دنیا سے آخرۃ و جنّت تک ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت شیخ قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ تو سراپا سُنّت تھے۔

میں اپنا صرف ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ حضرت قدس اللہ سرہٗ جب دونوں آنکھوں میں نزول آب (یعنی موتیا بند) کی وجہ سے بینائی سے بالکل معذور ہو گئے تھے، تو مجھ ناپاک گنہگار نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ آپ کو نزول آب ہے اور اس کا آپریشن ہو گا۔ حضرتؒ نے فرمایا میں آپریشن نہیں کرواتا۔ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہٗ نے بھی آپریشن نہیں کرایا تھا۔ اور حضرت کسی قیمت پر آپریشن کے لیے تیار نہیں تھے، تو میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے سُنا ہے کہ (العلم علمان علم الادیان و علم الابدان)

اور عرض کیا کہ نبی اکرم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بھی علاج کا حکم فرماتے تھے۔ مثلاً شہد کا مشہور واقعہ اور حجامت (پاچھے لگوانا) اور طب نبوی۔ آپ کی معذوری آپ ہی تک محدود نہیں ہے، بلکہ آپ کی ذاتِ گرامی سے ساری اُمّتِ محمدیہؐ کو نفع اور فائدہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آپریشن کے بعد یہ فائدہ آپ کی ذاتِ گرامی تک محدود نہیں، بلکہ ساری اُمت کو آپ کی ذات بابرکت سے بے انتہا اضافہ کے ساتھ فائدہ ہوتا رہے گا، تو حضرت شیخ قدس سرہٗ اتباع سُنّت کی خاطر فوراً تیار ہو گئے۔ فرمایا کہ یہاں تو وقت نہیں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہندوستان جا کر جلد ہی آپریشن کرا لوں گا۔ الحمد للہ علی گڑھ میں آپریشن ہُوا اور کامیاب ہُوا۔ الحمد للہ تعالیٰ۔ جس سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو آپ کی ذات بابرکت سے بے انتہا اور بے شمار فائدہ پہونچا۔

حضرت شیخ قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے کن کن، ارشادات، انعامات، فیوض و برکات کو کوئی قرطاس پہ لائے۔ لا تحصی و لا تعد۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے حبیب رحمۃ للعالمین کے صدقہ میں حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کے فیوض انوار و برکات کو ہمیشہ مع اضافہ کے دُنیا، برزخ، قیامت اور جنّت میں ہم سب کے لیے خصوصاً جو حضرت شیخ سے کسی طرح بھی وابستہ ہیں قائم و دائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سُنّت اور مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور گناہوں کو معاف فرمائے۔ دین و دنیا کی بھلائی عطا کرے اور آخرت میں زمرہ صالحین میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ وادخلنا الجنۃ مع الابرار یا رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

مخدومی و مکرمی جناب صوفی صاحب

آخر میں گذارش ہے کہ آپ ہمارے، ہمارے اہل و عیال کے لیے خاص خاص وقت کی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ جزاکم اللہ و احسن الجزاء۔ والسّلام

طالب دُعا رہیں

احقر محمد ظفر احمد

مکرر اینکہ: برسوں سے ہمارا معمول آخری رمضان المبارک اور عید مدینۃ المنورہ میں مع اہل و عیال کے گذارنا تھا۔ ایک سال جب حضرت شیخ قدس سرہٗ رمضان المبارک میں سہارنپور میں تھے، تو میں مع اہل و عیال کے رمضان المبارک میں ہندوستان گیا اور تنہا میں سہارنپور آخری رمضان کو پہونچا۔ مجھ سے ہماری اہلیہ، بچے، عزیز و اقارب سب لوگ کہتے تھے کہ مدینۃ المنورہ کی فضیلت جہاں ایک نماز پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔ مدینہ منورہ کی برکت و فضیلت کو چھوڑ کر تم سہارنپور کیوں جا رہے ہو؟ میں سب کو یہی جواب دیتا کہ مدینہ منورہ کی برکت اور ثواب اپنی جگہ اور مجھے نعوذ باللہ اس سے انکار نہیں، لیکن انشاء اللہ سہارنپور کی حاضری میں بھی میں محروم نہ رہوں گا۔

(باقی ۳ پر)

بقیہ: احادیث الرسولؐ

لمبی تان کر سو جاتے ہیں ـــــ بدنصیبی یہ ہے کہ ان کے اثرات برادرانِ اہلسنت نے اس طرح قبول کئے کہ ماتمی مجالس، تعزیہ و گھوڑا کی رسومات وغیرہ میں شرکت سے ہرگز نہیں ہچکچاتے اور نہیں سوچتے کہ اس کا کتنا بُرا انجام ہو گا، جناب حسینؓ بلا شبہ شہید ہیں اور اس اعتبار سے ان تمام بشارتوں اور اجور و ثواب کے مستحق جن کا شہدا کے لئے تذکرہ ہے ـــــ ایسی خوش قسمت شخصیت کے لئے ماتم و سینہ کوبی وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے نا آشنا، روحِ اسلام سے ناواقف بلکہ قلادۂ اسلام سے محروم ہیں۔

حضور نبی مکرم روحی فداہ اس قسم کے لایعنی امور کا شدت سے انکار کرتے اور ان کی سختی سے تردید فرماتے ہیں ـــــ حضرات شیخین امام بخاری و امام مسلم قدس سرھما کے حوالہ سے مشہور صحابی رسول جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے الفاظ نقل شدہ آپ نے ملاحظ فرمائے۔ ترجمہ دیکھیں ـــــ

"جس نے منہ پیٹا، گریبان پھاڑا اور اہل جاہلیت کی طرح واویلا کیا وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہماری امت سے نہیں)

دیکھیں کتنی سخت وعید ہے ـــــ نبی محترم، قائدنا المعظم ایسے کورباطنوں کو اپنی امت سے خارج فرما رہے ہیں جو موت کی اٹل حقیقت کو صبر و استقامت سے برداشت کرنے کے بجائے جاہلانہ حرکات کرتے ہیں ـــــ یہ وعید تو ان کے لئے ہے جنھیں واقعتہً کسی کا غم ہو اور وہ شرعی دائرہ میں غم کا اظہار کرنے کے بجائے یہ حرکات کریں ـــــ وہ لوگ جو سیاسی مقاصد اور تفرقی امت کے مکروہ جذبات کے ساتھ تسلسل و تواتر سے ایک شعائر دینی کے طور پر (العیاذ باللہ) ایسے کام کریں، سوچیں ان کا کیا حال ہو گا؟

ایک اور حدیث میں ہے:۔

"جو اپنے بال غم میں منڈوائے، نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بیزار ہوں"۔

ایک حدیث میں برخود غلط واعظین و ذاکرین کے ساتھ جاہل و احمق سامعین کو یوں لعنت خداوندی کا مستحق ٹھہرایا۔

"جس نے نوحے پڑھے اور جس نے سُنے بہر دو لعنت"۔ (ابوداؤد شریف)

کتاب السراج میں خطیب کے حوالہ سے ایک روایت ہے جو رسم تعزیہ کے خلاف سخت وعید ہے:۔

"جس نے ایسی قبر کی زیارت کی جس میں نعش نہ ہو وہ ملعون ہے"۔

آخر میں طبرانی کے حوالہ سے وہ اصولی روایت سن لیں جو رسم تعزیہ و ماتم جیسی جملہ قبیح اور مکروہ روایات کے خلاف زبانِ نبوت سے ادا ہوئی ارشاد ہے:۔

"جس نے دین میں کوئی نئی بات نکالی یا بدعتی کو جگہ دی پس اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو گی اس کی نہ تو فرض عبادت قبول ہو گی نہ نفل"۔

اس لئے برادرانِ اہلسنت سے نہایت دلسوزی و خیرخواہی کے ساتھ درخواست ہے کہ وہ ماہ محرم کے فضائل کا پورا لحاظ رکھیں۔ ۹-۱۰ کو روزہ رکھ کر اجر و ثواب حاصل کریں۔ اور ایسی محافل و مجالس سے اپنے کو دور رکھیں جو شرعاً دیانتہً اور اخلاقاً کسی طرح جائز اور درست نہیں ـــــ اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ — ہفت روزہ خدام الدین لاہور — فون رہائش ۳۱۱۱۸۲ مدرسہ ۶۲۹۸۰

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہش مند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور نمبر ۸

پیشاب میں جلن - ہچکی

س: (ا) بندہ پانچ چھ برس کی عمر میں پیشاب میں سخت جلن محسوس کرتا تھا۔ بعض اوقات جلن اتنی شدید ہوتی کہ میں پیشاب بند کر لیتا تھا۔ والدین تربوز، ولایتی جَو اور گوند کتیرا وغیرہ پلاتے رہے جن سے خاص افاقہ نہ ہو سکا۔ جوان ہونے اور شادی ہونے کے بعد کچھ افاقہ ہوا لیکن اب بھی معمولی جلن اور رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔

(ب) جب کبھی کولڈ ڈرنک خصوصاً پیپسی کولا یا سیون اَپ قسم کے مشروبات پیتا ہوں، پہلا گھونٹ پیتے ہی ہچکی شروع ہو جاتی ہے جو آدھ گھنٹہ بلکہ ایک گھنٹہ تک لگاتار رہتی ہے۔ نیز مرچ مسالہ کھانے سے بھی اسی طرح ہچکی پیدا ہوتی ہے — اس سلسلے میں حکیم محمد سعید صاحب (ہمدرد دوا خانہ) کے پاس کراچی گیا انہوں نے گردہ کی خرابی بتائی اور دوائی دی جس سے کچھ عرصہ فرق پڑا۔ لیکن اس کے بعد دوبارہ بیماری بڑھ گئی۔ براہ کرم کوئی نسخہ عنایت کریں۔ والسلام

(حبیب ینبوع سعودی عرب)

ج: پیشاب کی جلن کے لئے یہ نسخہ دو ہفتے برابر استعمال کریں انشاء اللہ شفا ہو گی۔

(۱) کشنیز خشک ۹ ماشہ، (۲) بادیان ۹ ماشہ (۳) پوست خشخاش ۴ ½ ماشہ۔ نیم کوب کر کے مٹی کے برتن میں ڈیڑھ پاؤ پانی ڈال کر بھگو دیں۔ صبح کو ملے بغیر پانی نتار کر پی لیں۔

ہچکی کے لئے الائچی سبز سات ماشے ایک کپ پانی میں جوش دے کر پئیں۔ انشاء اللہ صحت ہو گی۔

جوڑوں کا درد

س: میرا بچہ بعمر پانچ سال آج سے چھ ماہ پہلے تک بظاہر بالکل تندرست تھا۔ اب وہ پہلے کی نسبت کمزور ہو گیا ہے۔ یہ بچہ پیدائشی طور پر سوکھے کا مریض تھا لیکن ایک حکیم صاحب کے علاج سے ٹھیک ہو گیا تھا اب بچہ روٹی نہیں کھاتا دودھ بمشکل پیتا ہے، چٹپٹی چیزیں کھاتا ہے، رنگ زرد ہے، قبض رہتی ہے۔ تھوڑا چلنے سے تھک جاتا ہے۔ قریباً دو سال سے تمام جسم کے جوڑوں میں درد کی شکایت کرتا ہے، سر میں بھی درد کی شکایت کرتا ہے۔ رات کو اکثر جوڑوں میں درد کی شکایت کرتا ہے۔

چودھری ذوالفقار علی

پیپلز کالونی، فیصل آباد

ج: آپ کے بچے کو جوڑوں کا درد ہے اور اسی کے باعث موجودہ کمزوری اور دوسری تکالیف ہیں۔ اس لئے یہ نسخہ استعمال کرائیں

(۱) سورنجان شیریں ۵ تولہ (۲) پوست ہلیلہ زرد ۵ تولہ۔ (۳) صبر سقوطری ۲ تولہ۔ تینوں دوائیں پیس کر ملا لیں اور صبح، دوپہر، رات روزانہ تین خوراکیں ایک ایک ماشہ کی مقدار میں کھلائیں۔ دو ہفتے بعد کیفیت سے مطلع کریں۔ لیسدار، بادی اور ثقیل اشیاء سے